بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

115

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ

ماہنامہ

اشاعۃ الحدیث

حضرو

نضر اللہ امرأ اسمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ

جلد: 11 | جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مارچ ۲۰۱۴ء | شمارہ: 3

بانی

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

مدیر حافظ ندیم ظہیر

معاونین

ابو جابر عبداللہ دامانوی	ابو خالد شاکر
محمد سرور عاصم	محمد ارشد کمال
محمد زبیر صادق آبادی	محمد صدیق رضا

قیمت

فی شمارہ : 30 روپے

سالانہ : 500 روپے

مع محصول ڈاک پاکستان

خط وکتابت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

ناشر حافظ شیر محمد الاثری

0300-5288783

مقامِ اشاعت

مکتبۃ الحدیث

حضرو ضلع اٹک

برائے رابطہ

0301-8556571

اس شمارے میں

تفسیر سورۂ مائدہ (آیت:۲)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْیَ وَ لَا الْقَلَآىِٕدَ وَ لَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴾

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ حرم والی قربانی کی اور نہ پٹوں (والے جانوروں) کی اور نہ بیت الحرام کی طرف قصد کرنے والوں کی، وہ اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضامندی تلاش کرتے ہیں، اور جب تم احرام کھول دو (تب) تم شکار کر سکتے ہو، اور تمھیں کسی قوم کی دشمنی آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو، اس بنا پر کہ انھوں نے تمھیں مسجد حرام سے روک دیا تھا اور تم نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ وزیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو، اور تم اللہ سے ڈرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔'' (۵/ المآئدۃ: ۲)

فقہ القرآن:

۱: ﴿لَا تُحِلُّوْا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ﴾ شعائر ''شَعِیْرَۃٌ'' کی جمع ہے اور کسی چیز کی خاص علامت کو شعیرہ کہتے ہیں۔ شعائر کی تفسیر میں دو طرح کے اقوال ہیں:

☆ حج سے متعلق امور، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ ﴾ ''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔'' (۲/ البقرۃ: ۱۵۸)

اسی طرح قربانی کے وہ جانور جو بیت اللہ کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ (دیکھئے سورۂ حج: ۳۶)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کو اشعار

کیا، یعنی اس کا خون بہا کر اس پر نشان لگا دیا۔

امام وکیع رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸ھ) نے جب یہ حدیث بیان کی تو فرمایا: اس میں اہل الرائے کے قول کی طرف نظر نہ کرو کیونکہ اشعار سنت ہے اور اہل الرائے (احناف) کا قول بدعت ہے۔ (صحیح ، سنن الترمذی: ۹۰۶)

☆ شعائر سے مراد دین کی ظاہری علامات اور تمام اوامر ونواہی بھی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾
''اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو بلا شبہ یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔''

(۲۲/ الحج : ۳۲)

۲: ﴿وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ﴾ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) فرمایا: ''بے شک زمانہ اپنی اسی ہیت پر آ گیا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں، ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین مسلسل ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب مضر جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔'' (صحیح بخاری : ٤٦٦٢)

اس حدیث کے بعد امام ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے فرمایا: یہ دلیل ہے کہ ان مہینوں کی حرمت تا قیامت ہے، جیسا کہ سلف میں سے ایک جماعت کا مذہب ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ۲ / ۸)

امام قتادہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷ھ) نے فرمایا: آیت: ﴿لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ﴾ منسوخ ہے۔ انھوں نے فرمایا: مشرک کو بیت اللہ سے نہیں روکا جاتا تھا۔ پس حکم دیا گیا کہ حرمت والے مہینوں میں اور بیت اللہ کے پاس ان سے لڑائی نہ کی جائے، پھر اس (حکم) کو آیت: ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾
''ان مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو۔'' (۹/ التوبہ : ۵) کے ذریعے سے منسوخ کر دیا گیا ہے۔ (تفسیر طبري ٤/ ٣٠٥ وسنده حسن)

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۰ھ) نے فرمایا: صحیح قول یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے (بعض) حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سال کے ہر مہینے میں مشرکین کے خلاف قتال کو جائز قرار دیا ہے، خواہ وہ حرمت والے مہینے ہی کیوں نہ ہوں۔ اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر مشرک اپنے گلے یا بازوؤں میں حرم کے تمام درختوں کی چھال بھی ڈال لے، پھر بھی اس کا یہ عمل اس کے لئے امان نہیں ہوگا، جب تک اس سے پہلے اس نے مسلمانوں سے کوئی معاہدہ نہ کیا ہو یا پناہ طلب نہ کی ہو۔

(تفسیر طبري ٤/ ٣٠٧)

اس اختلاف میں تطبیق کی یہ صورت ہے کہ حرمت والے مہینوں میں از خود لڑائی کا آغاز نہ کیا جائے، البتہ اپنے دفاع میں حرمت والے مہینوں میں بھی جنگ کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم

۳: ﴿وَ لَا الْهَدْيَ﴾ الہدیٰ ''ھَدِیَّۃٌ'' کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ قربانی کے جانور ہیں جو حاجی اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ابو جمرہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ''ھدی'' کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اونٹ یا گائے یا ایک بکری یا کسی (اونٹ وغیرہ کی) قربانی میں شرکت ہے۔ (صحیح بخاری: ١٦٨٨)

٤: ﴿وَ لَا الْقَلَآئِدَ﴾ القلائد ''قلادۃٌ'' کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ پٹا یا (بٹی ہوئی) رسی ہے جسے بطور علامت قربانی کے جانور کے گلے میں باندھ دیا جاتا تھا۔

امام قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنے گھر سے حج کے لیے نکلتا تو وہ ببول کے درخت کا چھلکا (بطور ہار) ڈال لیتا، پھر اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرتا اور جب واپس لوٹتا تو بالوں کا قلادہ گلے میں ڈال لیتا تو تب بھی اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرتا تھا۔ (تفسیر طبري ٤/ ٣٠٠ وسندہ حسن)

۵: ﴿وَ لَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ﴾ ''اور نہ بیت الحرام کی طرف قصد کرنے والوں کی۔''

یہ حکم عام ہے جس میں سب شامل ہیں، لیکن اس کے عموم کو درج ذیل آیات خاص

کرتی ہیں: ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرک تو ناپاک ہیں، لہٰذا وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی نہ جائیں۔'' (۹/ التوبة: ۲۸)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ﴾ ''مشرکوں کو ہرگز حق نہیں کہ وہ اللہ کی مساجد آباد کریں۔'' (۹/ التوبة: ۱۷)

معلوم ہوا کہ اب مشرکین حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکتے۔ بعض کے نزدیک ﴿وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ﴾ کا حکم منسوخ ہے، جیسا کہ مفصل گزر چکا ہے۔

٦: ﴿يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا﴾ ''وہ اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا مندی تلاش کرتے ہیں۔''

امام قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آیت مشرکین کے بارے میں ہے کہ وہ لوگ (اپنے خیال کے مطابق) اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے تھے جس کے ذریعے سے ان کی دنیا کے معاملات (وغیرہ بھی) درست ہو جاتے۔ (تفسیر طبري ٤/ ٣٠٨ وسنده حسن)

یعنی اسباب معاش کے انتظام سے دنیا ہی میں انھیں جزا مل جاتی تھی۔

٧: ﴿وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ ''اور جب تم احرام کھول دو (تب) تم شکار کر سکتے ہو۔''

حالتِ احرام میں شکار کرنا ممنوع ہے، جیسا کہ پہلی آیت سے واضح ہے اور ﴿لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ﴾ بھی اسی پر دلالت کناں ہے۔ اب احرام کھولنے کے بعد شکار کرنے کی باقاعدہ اجازت دے دی گئی ہے۔

٨: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا﴾ ''اور تمھیں کسی قوم کی دشمنی آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو، اس بنا پر کہ انھوں نے تمھیں مسجد حرام سے روک دیا تھا۔''

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''یعنی کسی قوم کا بغض، عداوت اور تم پر ان کا ظلم وتعدی کہ انہوں نے تمھیں مسجد حرام تک جانے سے روکا تھا تمھیں ان پر ظلم وتعدی

کرنے پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان سے بدلہ لے کر اپنے غصے کو ٹھنڈا کرو، کیونکہ بندے پر ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا التزام کرنا اور عدل وانصاف کا راستہ اختیار کرنا فرض ہے۔ خواہ اس کے خلاف جرم، ظلم یا زیادتی کا ارتکاب ہی کیوں نہ کیا گیا ہو۔"

(تفسير السعدي ١/ ٦٤٥، طبع دار السلام)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ "کسی قوم کی دشمنی تمھیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کرو یہی بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔" (٥/ المائدة: ٨)

۹: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۠ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

"نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ وزیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔"

نیکی: سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ سے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: "نیکی حسن اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگ اس سے آگاہ ہوں۔"

(صحيح مسلم: ٢٥٥٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بھائی کی مدد کرو، وہ ظالم ہو یا مظلوم۔" ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جب وہ مظلوم ہو تو میں اس کی مدد کروں گا، لیکن جب وہ ظالم ہوگا تو میں اس کی مدد کیسے کروں؟

آپ نے فرمایا: "تم اسے ظلم کرنے سے روک دینا، یہی اس کی مدد ہے۔"

(صحیح بخاری: ٦٩٥٢)

تقویٰ: گناہوں کو چھوڑنے اور نیکی کے کام کرنے پر طبیعت کا مائل ہونا اور اپنے گناہوں کے انجام سے ڈر کر ان سے بچنے کی کوشش کرنا تقویٰ ہے اور اسے اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ بصورت دیگر ﴿اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ کی سخت وعید ہے۔

تحقیق وتخریج: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ
ترجمہ وفوائد: حافظ ندیم ظہیر

الفصل الثاني

٤٥٧: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَةٍ، فَارَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْهُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّي كُنْتُ جُنُبًا، فَقَالَ: ((اِنَّ الْمَاءَ لَا يَجْنُبُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَاَبُوْدَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهَ، وَرَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهُ.

(سیدنا عبداللہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کی کسی بیوی نے ایک بڑے برتن (ٹب) میں غسل کیا۔ بعدازاں رسول اللہ ﷺ نے اس (بچے ہوئے پانی) سے وضو کرنا چاہا تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جنبی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ پانی جنبی (ناپاک) نہیں ہوتا۔'' اسے ترمذی (٦٥) ابوداود (٦٨) ابن ماجہ (٣٧٠) اور دارمی (١/ ١٨٧ ح ٧٤٠) نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

سلسلة سماك بن حرب عن عكرمة سلسلة ضعيفة، یعنی سماک بن حرب عن عکرمہ والی سند ضعیف ہوتی ہے۔

٤٥٨: وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ، عَنْهُ، عَنْ مَيْمُوْنَةَ، بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ.

شرح السنۃ (٢/ ٢٧ ح ٢٥٩) میں انھی (ابن عباس رضی اللہ عنہ) سے، سیدہ میمونہ (رضی اللہ عنہا کے نام کی صراحت) سے مصابیح کے الفاظ سے مروی ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

وجہ ضعف کے لئے دیکھئے حدیث سابق (٤٥٧)

٤٥٩: وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ يَسْتَدْفِئُ بِيْ قَبْلَ اَنْ اَغْتَسِلَ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه، وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ، بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ.

سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا بیان ہے، رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کے بعد میرے جسم سے گرمی حاصل کرتے تھے، جبکہ میں نے ابھی غسل نہیں کیا ہوتا تھا۔ اسے ابن ماجہ (۵۸۰) اور ترمذی (۱۲۳) نے اسی طرح روایت کیا ہے اور شرح السنۃ (۲/ ۳۰۔۳۱) میں مصابیح کے الفاظ ہیں۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

حریث بن ابی مطر ضعیف راوی ہے۔

٤٦٠: وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ، وَيَاْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ، وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ۔ اَوْ يَحْجُزُهُ۔ عَنِ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ، وَالنَّسَائِيُّ، وَرَوَى ابْنُ مَاجَه نَحْوَهُ.

سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو ہمیں قرآن پڑھاتے اور ہمارے ساتھ گوشت تناول فرما لیتے۔ آپ کو تلاوتِ قرآن سے جنابت کے علاوہ کوئی چیز مانع نہیں ہوتی تھی۔

اسے ابوداود (۲۲۹) النسائی (۱/ ۱۴۴ ح ۲۶۶) اور ابن ماجہ (۵۹۴) نے اسی طرح روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

اسے امام ترمذی (۱۴۶) نے بھی روایت کیا اور صحیح قرار دیا ہے، نیز ابن خزیمہ (۲۰۸) ابن حبان (۱۹۲۔۱۹۳) ابن الجارود (۹۴) حاکم (۴/ ۱۰۷) اور ذہبی نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: " والحق أنه من قبيل الحسن يصلح

للحجة" (فتح الباری ۱/ ۴۰۸ ح ۳۰۵)

فقه الحدیث:

۱: یہ حدیث دلیل ہے کہ بغیر وضو کے قرآن مجید کی تلاوت جائز ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۱ھ) نے اس حدیث پر بایں الفاظ باب قائم کیا ہے:

"بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَ هُوَ أَفْضَلُ الذِّكْرِ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ." بغیر وضو کے قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی اجازت ہے، حالانکہ تلاوتِ قرآن افضل ترین ذکر ہے۔

۲: امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) نے فرمایا: "اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے جو بیان کیا گیا ہے وہ بغیر وضو کے تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کرنے کی اباحت پر دلیل ہے۔"

(شرح معانی الآثار ۱/ ۸۷ ح ۵۴۱)

۳: حالتِ جنابت میں قرآن مجید کی تلاوت جائز نہیں ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جب تک جنبی نہ ہو جاؤ اس وقت تک قرآن پڑھو۔ اگر جنابت لاحق ہو جائے تو پھر ایک حرف (بھی) نہ پڑھو۔" (سنن الدارقطنی ۱/ ۱۱۸ ح ۴۱۹ وسندہ حسن)

۴: ابو وائل شقیق بن سلمہ (تابعی) رحمہ اللہ نے فرمایا: "جنبی اور حائضہ قرآن مجید نہ پڑھیں۔" (مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۱۰۲ ح ۱۰۸۵، وسندہ صحیح)

۵: بعض کے نزدیک ایک دو آیتیں پڑھنا جائز ہے۔ مثلاً سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/ ۱۰۲ ح ۱۰۸۹، وسندہ صحیح) اور امام محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ، دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ (۱/ ۱۰۲ ح ۱۰۸۸، وسندہ صحیح)

۶: امام بغوی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۶ھ) نے فرمایا: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد جمہور اہل علم کے نزدیک جنبی اور حائضہ کے لئے قرآن مجید کی تلاوت کرنا جائز نہیں ہے۔"

(شرح السنۃ ۱/ ۳۶۰)

اور یہی ہمارے نزدیک راجح ہے۔

۴٦۱: وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((**لَا تَقْرَءُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ.**)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(سیدنا عبداللہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''حائضہ اور جنبی قرآن میں سے کچھ نہ پڑھیں۔''

اسے ترمذی (۱۳۱) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

اسے ابن ماجہ (۵۹۵) نے بھی روایت کیا ہے۔ یہ اسماعیل بن عیاش کی غیر شامیوں سے روایت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۴٦۲: وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ، فَاِنِّي لَا اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ.**)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان گھروں (کے دروازوں) کو مسجد کے رخ سے پھیر دو کیونکہ میں مسجد کو حائضہ اور جنبی کے لیے حلال نہیں کرتا۔'' اسے ابوداود (۲۳۲) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

اسے ابن خزیمہ (۱۳۲۷) نے صحیح قرار دیا ہے۔

فقہ الحدیث:

۱: جنبی اور حائضہ کا کسی شرعی عذر کے بغیر مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

۲: آیت: ﴿**وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ**﴾ (النساء: ۴۳) کی رُو سے جنبی اور حائضہ (غسل وغیرہ کے لیے) مسجد سے گزر سکتے ہیں۔

۴٦۳: وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((**لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ.**)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس گھر میں تصویر، کتا اور جنبی

موجود ہوں اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔'' اسے ابو داود (۲۲۷) اور النسائی (۱/۱۴۱ح ۲۶۲) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

اس حدیث کو ابن ماجہ (۳۶۵۰) نے بھی روایت کیا ہے اور ابن حبان (الاحسان: ۱۲۰۲) حاکم (۱/۱۷۱) اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔

فقہ الحدیث:

۱: کسی بھی نقطۂ نظر سے گھر میں کتا رکھنا جائز نہیں ہے۔

۲: تصویر کی حرمت پر بہت زیادہ دلائل ہیں جو اپنے مقام پر آئیں گے (ان شاء اللہ) ان ہی میں سے ایک درج بالا حدیث بھی ہے۔

۳: محدثین نے صراحت کی ہے کہ اس سے مراد وہ جنبی شخص ہے جو عادتاً اور سستی وکوتاہی کی وجہ سے غسل میں تاخیر کرتا ہے اور اکثر اوقات جنبی ہی رہتا ہے حتیٰ کہ نماز تک ضائع کر دیتا ہے۔

دیکھئے شرح السنۃ للبغوی (۱/۳۵۶۔۳۵۷) معالم السنن للخطابی (۱/۱۰۵) وغیرہ، نیز دیکھئے حدیث سابق (۴۵۱)

۴۶۴: وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ: جِيْفَةُ الْكَافِرِ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخُلُوْقِ، وَالْجُنُبُ إِلَّا أَنْ يَتَوَضَّأَ.)) رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

سیدنا عمار بن یاسر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین قسم کے لوگوں کے پاس (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے: کافر کی لاش، خلوق (زعفران سے مرکب خوشبو) لگانے والا اور جنبی الا یہ کہ وہ وضو کرلے۔'' اسے ابوداود (۴۱۸۰) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

حسن بصری مدلس ہیں اور یہ روایت عن سے ہے۔

چند ضعیف وغیر ثابت روایات اوران کی تحقیق

سوال محترم شیخ زبیر علی زئی حفظہ اللہ (رحمہ اللہ) آپ کو چند روایات ارسال کررہا ہوں جو عام طور پر خطباء اور واعظین سے سنی جاتی ہیں، براہ مہربانی اپنے انتہائی قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت نکال کر اصولِ حدیث اور اسماء الرجال کی روشنی میں ان روایات و آثار کی تحقیق پیش کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے علم میں برکت فرمائے، اور آپ کو تمام جہانوں کی بھلائی عطا فرمائے، حاسدوں کے حسد اور مخالفین کے شر سے ہمیشہ محفوظ فرمائے۔ آمین (ابوانس محمدی، انصاری محلّہ، حیدرآباد سندھ)

الجواب

۱) ((لدخل مصلیّا تهن الجنة .))

''تو نمازی عورتوں کا جنت کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں''

تجزیہ: اسے طبرانی (المعجم الاوسط ۷/ ۱۷۹) حاکم (المستدرک ۴/ ۱۹۱۔۱۹۲) اور ابن ماجہ (۲۰۱۳) نے روایت کیا ہے۔

اسے علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

دیکھئے سنن ابن ماجہ (ص ۳۴۸، طبع مکتبۃ المعارف)

ہمارے نزدیک اس کی وجۂ ضعف یہ ہے کہ سالم بن ابی الجعد اور سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مجہول واسطہ ہے۔ (دیکھئے المستدرک ۴/ ۱۷۴ ح ۷۳۳۲)

یہ عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ مجہول کی منفرد خبر ضعیف ومردود ہوتی ہے۔

یادرہے کہ مرد ہوں یا عورتیں جنت میں جانے کے لیے نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ

عقائد صحیحہ، کفر وشرک سے براءت اور اعمال صالحہ وغیرہ کا ہونا ضروری ہے۔

۲) سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۰ کی تفسیر میں بعض مفسرین نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک یہودی اور منافق ایک تنازعہ کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرواتے ہیں، آپ ﷺ نے فیصلہ صادر فرما دیا جو اس نام نہاد مسلمان کے خلاف تھا، اس نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروانا چاہا، چنانچہ وہ دونوں ان کی خدمت میں پہنچ گئے، جب انہیں معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں نبی ﷺ فیصلہ فرما چکے ہیں تو شدید غضب کے عالم میں تلوار نکال لائے اور منافق کی گردن پہ یہ کہہ کروار کیا: **من لم یرض بقضاء رسول اللّٰہ ﷺ فھذا قضاء عمر** . جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلے سے راضی نہیں تو عمر اس کا فیصلہ تلوار سے کرتا ہے۔"

تجزیہ: یہ قصہ درج ذیل سندوں سے مروی ہے:

۱: الکلبي عن أبي صالح عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنه .

(تفسیر الثعلبی ۳/ ۳۳۷، اسباب النزول للواحدی ص ۱۳۳)

اس میں محمد بن السائب الکلبی کذاب ہے اور کلبی تک سند نامعلوم ہے۔

شیخ البانی کے دونوں شاگردوں سلیم الہلالی اور محمد بن موسیٰ آل نصر نے اس روایت کے بارے میں لکھا ہے: " **فھو إسناد مکذوب مصنوع** "پس یہ سند جھوٹی من گھڑت ہے۔ (الاستیعاب فی بیان الاسباب ۱/ ۴۲۴)

۲: ابن لھیعة (مدلس) عن أبي الأسود رحمه اللّٰہ .

(ابن ابی حاتم بحوالہ تفسیر ابن کثیر ۲/ ۳۱۸)

یہ روایت مرسل یعنی منقطع ہے۔

۳: عتبة بن ضمرة عن أبیه . (تفسیر ابن دحیم بحوالہ تفسیر ابن کثیر ایضاً)

یہ سند منقطع ہے۔ اس کے راوی ضمرہ بن حبیب بن صہیب الزُبیدی الشامی الحمصی کی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

(دیکھئے تفسیر ابن کثیر بتحقیقی ۱/۳۴۷ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ)

۴: أیوب بن مدرك عن مكحول رحمه الله . (نوادر الاصول ۲/۲۲۶۔۲۲۷، ح ۲۶۷)

اس کا راوی ایوب بن مدرک کذاب ہے۔

(دیکھئے سوالات ابن الجنید: ۲۹۳، لسان المیزان ۱/۴۸۸۔۴۸۹)

تنبیہ: حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۵/ ۳۸ نسخہ دار طیبہ ۶/ ۱۶۸) میں کلبی کذاب کی سند کو "و إن كان ضعيفًا" کہہ کر مجاہد تابعی سے اس کا ایک شاہد پیش کیا ہے۔

اس مرسل یعنی ضعیف شاہد میں منافق کے قتل کا نام ونشان تک نہیں، لہٰذا یہ روایت کس طرح شاہد بن سکتی ہے؟! درج بالا بحث سے معلوم ہوا کہ یہ روایت ضعیف ہی ہے۔

۳) "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے:

الصائم في عبادة مالم يغتب مسلمًا أو يؤذه ، یعنی روزہ دار مسلسل حالت عبادت میں ہے، جب تک کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے یا اسے تکلیف نہ پہنچائے۔"

(خطبات رحمانی ص ۳۹۵)

تجزیہ: اس روایت کے بارے میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

" **منكر ... و هذا إسناد ضعيف جدًا** "

منکر... اور یہ سند سخت ضعیف ہے۔ (السلسلۃ الضعیفۃ ۳/۳۱۱ ح ۱۸۲۹)

٤) "رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

من اعتكف يومًا ابتغاء وجه الله جعل الله بينه و بين النار ثلاث خنادق، كل خندق أبعد ما بين الخافقين . یعنی جو شخص اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایک دن کا اعتکاف کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں تیار کرا دے گا، ہر خندق کی چوڑائی مشرق ومغرب کے فاصلے سے بھی زیادہ ہوگی۔"

(خطبات رحمانی ص ۳۹۹۔۴۰۰)

تجزیہ: یہ روایت بشر بن سلم البجلی منکر الحدیث کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

اس بارے میں شیخ البانی رحمہ اللہ کا مفصل کلام السلسلة الضعيفة (ج ۱۱ص ۵۶۶ تا ۵۶۹) میں ہے اور انھوں نے واضح کیا ہے کہ اس روایت کی بعض سندوں میں ''و حرمة صاحب هذا القبر'' کے الفاظ بھی ہیں جنھیں البانی صاحب نے حلف بغیر اللہ اور شرک کہا ہے۔

خطباء اور واعظ حضرات کو ایسی ضعیف و مردود روایت کو عوام کے سامنے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے، جس سے شرک کا ''اثبات'' ہو رہا ہے۔

۵) ''اللہ کے پیغمبر ﷺ نے دعا کی:

" اللّٰهم إني أعوذ بنور وجهك الذي أشرقت له الظلمات."

اے اللہ! تیرے چہرے کے نور کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ تیرا وہ نور جس نے تاریکیوں کو منور کر دیا''

تجزیہ: دیکھئے تفسیر ابن کثیر (بتحقیق عبدالرزاق المہدی ۴/ ۵۴۹)

یہ روایت ابن اسحاق (امام المغازی) کی معضلات (منقطع روایات) میں سے ہے، یعنی ضعیف ہے۔ اس روایت کی دوسری سند بھی ہے جس کے بارے میں شیخ البانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

" ضعيف ... و هذا إسناده ضعيف رجاله ثقات و علته عنعنة ابن إسحاق عند الجميع وهو مدلس ..." (السلسلة الضعيفة ۶/ ۴۸۷ ح ۲۹۳۳)

٦) ''ایک صحابی نے اللہ کے پیغمبر ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! جب جبرائیل امین علیہ السلام آتے ہیں تو کیسے آتے ہیں؟ اس وقت کیفیت کیسی ہوتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چاہے دن ہو یا رات ہو۔ جب وہ آتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ جیسے آسمان پر سورج چمک رہا ہے''

تجزیہ: یہ بے سند روایت ہے، جس کا کوئی حوالہ ہمیں نہیں ملا۔ واللہ اعلم

۷) ''علماء سلف میں سے کسی کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا کہ فلاں شخص نے تمہاری یہ

غیبت کی، فلاں شخص نے تمہارے بارے میں یہ غلط الفاظ استعمال کیے ہیں۔ انہوں نے کہا: **مَا وَجَد شیطٰن بَرِیْدًا غَیْرَکَ .** شیطان کو تیرے علاوہ کوئی ڈاکیا نہیں ملا، تو شیطان کا ڈاکیا بن کر آ گیا'' (خطباتِ رحمانی ص ۳۲۸)

تجزیہ: یہ قول تاریخ دمشق (۶۳/ ۳۸۹ بحوالہ ابن ابی الدنیا) اور الاشراف فی مناقب الاشراف لابن ابی الدنیا (۹۸) میں ''محمد بن یحییٰ المروزی قال قال رجل لوھب بن منبہ'' کی سند سے مروی ہے۔

محمد بن یحییٰ بن سلیمان المروزی البغدادی ۲۸۷ھ میں فوت ہوئے اور امام وہب بن منبہ ۱۲۰ھ سے پہلے فوت ہو گئے تھے، یعنی تقریباً ۱۷۰ سال پہلے فوت ہوئے۔

ثابت ہوا کہ یہ روایت سخت منقطع و مردود ہے۔

۸) ''**نھی رسول اللّٰہ ﷺ عن المحاکاۃ .** کہ رسول اللہ ﷺ نے لہجے میں نقلیں اتارنے سے منع کیا۔''

تجزیہ: یہ روایت مجھے کسی کتاب میں نہیں ملی۔ واللہ اعلم

اس روایت کا اصل حوالہ پیش کرنا خطباء اور واعظین کی ذمہ داری ہے۔

۹) ''سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

لو کان الفقیه علیٰ رأس جبل لکان ھو الجماعة .

اگر ایک فقیہ و عالم دین پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا ہو تو وہی جماعت ہے، اس کے پاس جاؤ اس سے استفادہ کرو، تمہارے امراض، مشاکل اور فتنوں کا علاج پیش کرے گا، اور تم کو کتاب و سنت کے نور کے ذریعے حق پر قائم رکھے گا۔'' (خطبات رحمانی ص ۱۷۹)

تجزیہ: یہ قول ہمارے علم کے مطابق امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے باسند صحیح ہرگز ثابت نہیں اور شرح السنۃ للبغوی (۱/ ۲۷۹) میں یہ قول بے سند و بے حوالہ ہی لکھا ہوا ہے، لہٰذا علمی میدان میں اس بے سند حوالے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۱۰) حدیث ہے کہ **أحلّت لنا میتتان الحوت والجراد.** ہمارے لیے دو مردار

حلال ہیں: ایک مچھلی، دوسرا ٹڈی''

تجزیہ: سنن ابن ماجہ (۳۲۱۸) کی یہ روایت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ کی وجہ سے سخت ضعیف ہے اور السنن الکبریٰ للبیہقی (۲۵۴/۱) میں اس کا ایک ضعیف شاہد بھی ہے۔

یہ مرفوع حدیث نہیں بلکہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا موقوف قول ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۵۴/۱ وسندہ صحیح)

اگرچہ مفہوم کے لحاظ سے یہ حکماً مرفوع ہے، لیکن احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اسے صراحتاً ''حدیثِ رسول'' قرار دینا صحیح نہیں۔

۱۱) علامہ نواب صدیق حسن خان کے بارے میں ایک جھوٹا قصہ

''نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ والی ریاست بھوپال، ریاست بھوپال کی والیہ بیگم شاہ جہان ان کے عقد میں آ گئی۔ اس نے ان کے تقویٰ سے ان کے علم سے ان کے زہد سے متاثر ہو کر ان سے نکاح کر لیا۔ لیکن وہ پردہ نہیں کرتی تھی۔ اور روزانہ عصر کے بعد ان کا معمول تھا اپنے شوہر نواب صاحب کے ساتھ باہر سیر کو نکلتی تھی۔

ایک وکٹوریہ پر بیٹھ کر بے پردہ نکلتی تھی۔ ان کی نصیحت قبول نہ کرتی۔ نواب صاحب ایک دن درس حدیث دے رہے تھے۔ یہ حدیث آئی تین قسم کے افراد کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ شاگردوں نے سوال کیا کہ دیوث کون ہے کہا کہ ابھی نہیں بتاؤں گا جب شام کو بیگم کے ساتھ باہر نکلوں گا تو تم راستہ میں آ جانا۔ راستہ روک کر اس حدیث کا معنی سمجھنا۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق شام کو نکلے طلبہ باہر کھڑے ہیں انتظار میں راستہ روکا۔ اور کہا کہ استاذ صاحب ہمیں ایک حدیث سمجھائیے کہ یہ تین قسم کے افراد جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہیں دیکھے گا۔ ان میں سے ایک دیوث بھی ہے۔ دیوث کا معنی کیا ہے۔ فرمایا کہ دیوث میں ہوں فرمایا کہ دیوث میں ہوں، فرمایا کہ دیوث مجھے دیکھ لو میں دیوث ہوں۔ بیگم بھی ان کی بڑی عالمہ فاضلہ تھی۔ بات کو سمجھ گئی فرمایا کہ ابھی گھر واپس پلٹیے۔

برقعے کا انتظام کیا۔ پردہ کا انتظام کیا۔'' (خطبات رحمانی ص ۳۴۵۔۳۴۶)

یہ مذکورہ سارا بیان جھوٹ، بہتان اور افتراء ہے۔ علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ اوران کی نیک سیرت زوجہ نواب شاہجہان بیگم سے اس قسم کا کوئی قصہ ہرگز ثابت نہیں اور یہ اللہ ہی جانتا ہے کہ قصہ گو نے یہ قصہ کہاں سے سُنا یا پڑھا ہے؟!

علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کے بیٹے سید علی حسن خان نے اپنی والدہ کے بارے میں لکھا ہے: ''اس کی حقیقت یہ ہے کہ رئیسۂ عالیہ کا پردہ بقاعدۂ شرعی نکاح اول کے زمانہ ہی سے قائم تھا۔'' الخ (مآثرِ صدیقی حصہ سوم ص ۱۷۳)

اس کے بعد کی کچھ عبارت غیر واضح سی معلوم ہوتی ہے اور نکاح اول سے مراد ملکہ شاہجہان بیگم کا نواب باقی محمد خان سے نکاح ہے جو نواب صدیق حسن خان سے پہلے ہوا تھا۔

ایسی دیندار ونیکو کار بی بی کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کرنا کہ وہ بے پردہ نکلتی تھی اور اس کا عالم فاضل شوہر دیوث تھا، بہت بڑا بہتان ہے۔ (والعیاذ باللہ)

آخر میں خطباء، علماء اور طلباء سے گزارش ہے کہ جو بات بھی بیان کریں مکمل تحقیق و تفتیش کے بعد ہی کریں کیونکہ یہ بہت نازک مسئلہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾

یعنی بندہ اپنی زبان سے جو بات بھی نکالتا ہے تو اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لئے) موجود ہوتا ہے۔ (قٓ:۱۸)

و ما علینا إلا البلاغ (۲۰/ جون ۲۰۱۳ء)

توجہ طلب

قارئین کرام! کاغذ، پریس اور نشر و اشاعت سے متعلق امور کی گرانی کی وجہ سے آیندہ فی شمارہ (۳۰) روپے اور سالانہ مع محصول ڈاک (۵۰۰) روپے ہوگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس سلسلے میں ادارے کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے۔ جزاکم اللہ خیراً [ادارہ]

ازقلم: حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ (سنت کے سائے میں) ترجمہ: حافظ ندیم ظہیر

مالِ غنیمت میں خیانت کی حرمت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهٗ وَ عَظَّمَ اَمْرَهٗ ثُمَّ قَالَ: ((لَا اُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ بَعِيْرٌ لَّهٗ رُغَاءٌ يَقُولُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ : لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ فَرَسٌ لَّهٗ حَمْحَمَةٌ فَيَقُوْلُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ : لَا اَمْلِكُ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ شَاةٌ لَّهَا ثُغَاءٌ يَّقُوْلُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ : لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ نَفْسٌ لَّهَا صِيَاحٌ فَيَقُوْلُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ: لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ لَا اُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْئُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رَقَبَتِهٖ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ: لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ .))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہمیں وعظ و نصیحت کرنے کے لئے) کھڑے ہوئے تو آپ نے مالِ غنیمت میں خیانت کو بہت بڑا (گناہ) قرار دیا، پھر فرمایا: ”میں تم میں سے کسی کو (ایسا) نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے کہ اس کی گردن پر ایک اونٹ بلبلا رہا ہو اور وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے تو میں کہوں: مجھے تیری مدد کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ میں تم تک یہ پیغام پہنچا چکا ہوں کہ میں تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر گھوڑا ہنہنا رہا ہو۔ وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول ! میری مدد کیجئے تو میں کہوں: میں

تمھارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میں تو (پہلے ہی) بتا چکا ہوں کہ تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر ایک بکری ممنا رہی ہو۔ وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے تو میں کہوں: میں تمھارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ میں تم تک یہ پیغام پہنچا چکا ہوں کہ تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر جان (کوئی آدمی) ہو جو چیخ و چلا رہا ہو۔ وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے تو میں کہوں: مجھے تیری مدد کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ میں تم تک یہ پیغام پہنچا چکا ہوں کہ تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر کپڑے لدے ہوئے ہل رہے ہوں، پھر وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے تو میں کہوں: مجھے تیری مدد کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ میں تو (پہلے ہی) آگاہ کر چکا ہوں کہ تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے دن آئے تو اس کی گردن پر سونا چاندی لدا ہوا ہو۔ وہ شخص کہے: اے اللہ کے رسول! میری مدد کیجئے تو میں کہوں: مجھے تیری مدد کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ میں تو تم تک یہ پیغام پہنچا چکا ہوں۔" (صحیح مسلم ، کتاب الإمارۃ باب غلظ تحریم الغلول ح ۱۸۳۱ و رواہ البخاري ، کتاب الجھاد و السیر ، باب الغلول ح ۳۰۷۳، من حدیث أبي حیان یحیی بن سعید التیمي عن أبي زرعة بن عمرو بن جریر به)

غریب الحدیث

الغلول: غنیمت وغیرہ میں خیانت کرنا، لیکن یہاں اس سے مراد وہ مال ہے جو غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے (ہی سائڈ پر کر) لیا جائے۔

حمحمة: گھوڑے کی آواز جو ہنہنانے کے علاوہ ہے (یا گھوڑے کا متوسط آواز سے ہنہنانا)

رقاع: یہ رقعة کی جمع ہے اور اس سے مراد کپڑے ہیں۔

صامت: یعنی سونا چاندی اور ان جیسی اشیاء۔

الفین: میں پاؤں۔

الرغاء: اونٹ کی آواز (یعنی اونٹ کا بلبلانا) وغیرہ۔

تخفق: اس سے مراد ہلنا و تھرکنا ہے۔

فقہ الحدیث:

۱: یہ حدیث مال غنیمت میں خیانت اور اموال غصب کرنے کی حرمت پر واضح دلیل ہے۔ تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کرکرہ نامی آدمی جس نے مال غنیمت میں سے عباء چورائی تھی کے بارے میں فرمایا: ''وہ آگ (جہنم) میں ہے۔'' (صحیح بخاری:۳۰۷۴)

اور ایک مدعم نامی شخص جس نے خیبر کی غنیمت میں سے چادر چورائی تھی کے بارے میں فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! خیبر کے دن اس نے جو چادر مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے چورائی تھی وہ اس پر آگ کا شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے۔''
(صحیح بخاری:۴۲۳۴، صحیح مسلم:۱۱۵)

۲: جو شخص جہاد اور مدارس وغیرہ کے نام پر صدقات وخیرات اکٹھے کرتا ہے، پھر ان اموال میں سے کچھ چورالیتا ہے تو وہ بھی اس حدیث کے عموم میں شامل ہے۔ میرے علم کے مطابق ہمارے دور کے بہت سے لوگ اس امر کے مرتکب ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے، حالانکہ اللہ ہر طرف سے انھیں گھیرے ہوئے ہے اور اس کا عذاب شدید ہے۔

۳: رسول اللہ ﷺ کو فریادرسی کے لئے پکارنا جائز نہیں، کیونکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار نہیں ہے اور اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے (روز قیامت) شفاعت و مغفرت اسی کے لئے ہوگی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا۔

٤: ہر صاحبِ نصاب پر اموال اور چوپایوں میں سے زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے اور جو زکوٰۃ فرض ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں دے گا، آخرت میں اس کے لئے عذاب کی وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عذابِ قبر اور روز قیامت کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ آمین

ابوالحسن انبالوی

ظہور احمد حضروی کوثری کے ''تناقضات...'' پر ایک نظر

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین، أما بعد:

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی مدلل تحریر کے جواب سے عاجز ظہور احمد حضروی نے اپنی خفت مٹانے کے لیے ''تناقضات زبیر علی زئی'' لکھنے کی ناکام کوشش کی ہے جس کا جائزہ وقتاً فوقتاً ہم اپنے اس رسالے میں لیتے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

ظہور احمد حضروی نے لکھا:

''جلیل القدر محدث امام ابوعبداللہ حاکم نیساپوری رحمہ اللہ صاحب المستدرک کے متعلق بھی زبیر علی زئی تضاد بیانی کا شکار ہے، چنانچہ موصوف نے ان کی روایت اپنے موقف کے اثبات میں نقل کرنے کے بعد ان کو مشہور امام اور صدوق وغیرہ قرار دیا ہے، اور اُن کے بارے میں لکھا ہے کہ: ان پر جرح مردود ہے۔ (نور العینین ، ص ۱۴۹)

جبکہ دوسری جگہ خود ہی ان پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے: ''المستدرک'' کے اوہام اہل علم پر مخفی نہیں ہیں۔ بعض جگہ مطبعی اخطاء (غلطیاں) ہیں، اور بعض مقامات پر خود امام حاکم کے اوہام ہوئے ہیں۔ مثلاً دیکھئے: المستدرک (۱/۱۴۶، ۵۱۹۴) اور التلخیص الحبیر (۲/۱)'' (تناقضات...ص۶۲، ۶۳)

ظہور احمد حضروی پر ''المرءیقیس علی نفسہ'' مقولہ کس قدر صادق آتا ہے، جس طرح یہ لوگ خود ہیرا پھیری کرتے ہیں دوسروں کو بھی ویسا ہی سمجھتے ہیں! جیسا کہ ان کے ''محافظ مسلک'' ماسٹر امین اوکاڑوی نے ''جلیل القدر محدث امام ابوعبداللہ حاکم'' کے بارے میں لکھا: ''حاکم غالی شیعہ ہے'' (تجلیات صفدر ۱/ ۴۱۶)

دوسری جگہ لکھتا ہے: ''ابوعبداللہ الحافظ رافضی خبیث ہے'' (تجلیات صفدر ۱/ ۴۱۷)

پھر خود ماسٹر صاحب نے اپنی غرض وغایت کے لیے امام حاکم رحمہ اللہ کی روایات بھی بیان

کی ہیں۔مثلاً دیکھئے تجلیات صفدر (۳/ ۳۵۶۔۳۵۷، ۵/ ۱۳۹، ۲/ ۵۸۷، ۳/ ۳۷) وغیرہ

نیز خود ظہور احمد حضروی بھی عجیب تناقض کا شکار ہے، چنانچہ ثقہ عند الجمہور عیسیٰ بن جاریہ کے بارے میں لکھتا ہے: ''امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لیس بذاك ... '' (رکعات تراویح ایک تحقیقی جائزہ ص۳۹۲ طبع ۲۰۱۲ء)

دوسری جگہ لکھا: ''امام یحییٰ ایک یگانہ روزگار محدث اور فن جرح وتعدیل کے مایہ ناز سپوت ہیں۔'' (تلامذہ...ص ۲۹۸)

چونکہ درج بالا جرح ظہور احمد کے حق میں تھی، لہٰذا امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے بارے میں خوب مدح سرائی کی اور جب امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ظہور احمد کے خلاف ''ابن فرقد شیبانی'' پر جرح کی تو ظہور نے اپنا باطن ظاہر کر دیا، لکھتا ہے: ''امام ابن معین جرح میں متشدد ومتعنت ہیں...'' (تلامذہ...ص ۳۶۶)

اسے کہتے ہیں کہ ''دروغ گورا حافظہ نباشد''

امام ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری رحمہ اللہ ثقہ وصدوق ہیں

محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابوعبداللہ الحاکم رحمہ اللہ ثقہ و صدوق ہیں۔شیخ محترم نے تقریباً دس محدثین کرام سے امام حاکم رحمہ اللہ کی توثیق نقل کی ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ کا زبردست دفاع کرتے ہوئے مدلل طریقے سے ان پر جرح کو مردود قرار دیا ہے۔دیکھئے توضیح الاحکام (فتاویٰ علمیہ ۱/۲ ۵۷۔۵۷۷)

اب اگر ظہور احمد حضروی مطبعی اخطاء کو بھی جرح قرار دے کر تناقض بنا دے تو اسے ظہور احمد صاحب کا ذہنی تناقض ہی کہا جا سکتا ہے کیونکہ المستدرک کی خطاء واوہام ان کے ''شیخ الاسلام'' کو بھی تسلیم ہیں۔

مفتی تقی عثمانی دیوبندی نے کہا: ''علامہ کتانی مغربیؒ نے'' رسالة المستطرفة '' میں امام حاکمؒ کے تساہل کا ایک عذر بھی بیان کیا ہے، اور وہ یہ کہ امام حاکمؒ کتاب کا مسودہ

تیار کرنے کے بعد اس پر نظرِ ثانی نہ کر سکے، اور تصحیح و تنقیح سے پہلے ہی ان کی وفات ہوگئی، یہی وجہ ہے کہ کتاب کے پہلے خمس میں جس پر وہ نظرِ ثانی کر چکے تھے تسامحات بہت کم ہیں''

(درس ترمذی ۱/۶۶)

ظہور صاحب! کس کتاب میں مطبعی اخطاء کو جرح قرار دیا گیا ہے؟ اور اگر آپ ثقہ راوی کے بعض اوہام کو علتِ قادحہ سمجھ بیٹھے ہیں تو اس میں دو ہی باتیں ہیں: (۱) آپ جرح و تعدیل کے فن سے بالکل ناواقف ہیں۔

(۲) یا بغضِ اہلِ حدیث میں تجاہلِ عارفانہ کا شکار ہیں۔

کیونکہ ثقہ راوی وہم یا بعض اَوہام کی وجہ سے ضعیف نہیں بن جاتا بلکہ صرف جس روایت میں بصراحت محدثین وہم ثابت ہو جائے وہی مردود قرار پاتی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کتنے ہی راویوں کے بارے میں فرمایا:

"ثقة له أوهام" مثلاً دیکھئے التقریب (۱۳۵۸ ، ۱٤٤۷) وغیرہ۔

معلوم ہوا کہ وہم ثقہ راوی کی عدالت کو مجروح نہیں کرتا اور یہی بات آلِ دیوبند کو بھی تسلیم ہے۔

سرفراز خاں صفدر دیوبندی نے لکھا: ''اور فن اصول حدیث کا یہ طے شدہ قاعدہ ہے کہ معمولی وہم، تغیر یسیر اور نسیان کی وجہ سے ثقہ رواۃ کی روایتوں کو ہرگز رد نہیں کیا جا سکتا۔''

(احسن الکلام ص ۳۰۸، ۳۰۹ جلد ۱ طبع نہم)

مزید لکھا ہے کہ ''یعنی متن اور سند میں خطاء سے کون محفوظ رہ سکتا (بلکہ سکا) ہے''

(احسن الکلام جلد ۱ ص ۳۰۹)

مفتی تقی عثمانی دیوبندی نے کہا: ''حافظ ابن صلاحؒ نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ...... خطا و نسیان ثقہ سے بھی ممکن ہے، اور اس کا امکان ہے کہ کسی راوی سے کوئی وہم ہوا ہو''

(درس ترمذی ۱/۸۳)

جب خطا و نسیان اور وہم ثقہ راوی سے بھی ممکن ہے تو اس سے یہ بات واضح ہو جاتی

ہے کہ ظہور احمد حضروی دو علیحدہ صورتوں کو خلط مبحث کے ذریعے سے ایک مجروح صورت بنانے کی سعی نامراد کر رہا ہے۔

ماہنامہ ''الحدیث'' شمارہ ۲۸ ص ۵۷ پر محدث حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے لکھا تھا:

'' حافظ ابن حجر العسقلانی لکھتے ہیں: اور بعض نے یہ ذکر کیا ہے کہ انھیں (حاکم کو) آخری عمر میں تغیر اور غفلت لاحق ہو گئی تھی...... (لسان المیزان ۵/ ۲۳۳)''

اس تحریر کے تقریباً دو سال سات ماہ کے بعد، ماہنامہ ''الحدیث'' شمارہ ۵۹ ص ۱۶ پر شیخ محترم رحمہ اللہ لکھتے ہیں: '' تنبیہ: میزان الاعتدال اور لسان المیزان وغیرہما میں حاکم کے بارے میں بہت سے اقوال باسند صحیح ثابت نہیں، لہٰذا بغیر تحقیق کے ان اقوال سے بچ کر رہیں۔''

حافظ زبیر علی زئی محدث رحمہ اللہ کی تحریر دوم کی بنا پر تحریر اول سے رجوع لازم آتا ہے کیونکہ لسان المیزان میں مذکورہ بات امام حاکم رحمہ اللہ کے بارے میں باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔

الحاصل:

اس بحث سے واضح ہو جاتا ہے کہ امام حاکم رحمہ اللہ، حافظ زبیر علی زئی محدث رحمہ اللہ کے نزدیک ثقہ وصدوق ہیں اور اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے۔ ظہور احمد دیوبندی جسے تناقض بنا کر پیش کر رہا ہے وہ محض اس کے اپنے ذہنی تناقض کی دلیل ہے۔

اعلان

قارئین کرام! ماہنامہ اشاعۃ الحدیث کی خصوصی اشاعت بیاد: محدث العصر حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ، چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر مارچ ۲۰۱۴ء میں شائع نہیں ہو سکا جس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں، تاہم یہ خصوصی شمارہ بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

[حافظ شیر محمد الاثری]

حبیب الرحمٰن ہزاروی

فضیلتِ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بزبانِ سیدنا علی رضی اللہ عنہ

''ابن أبي مليكة قال :سمعت ابن عباس يقول :وُضع عمر بن الخطاب على سَريره فتكنفه الناس يدعون و يثنون و يصلون عليه قبل أن يرفع و أنا فيهم قال :فلم يرعني إلا برجل قد أخذ بمنكبي من ورائي فالتفت إليه فإذا هو علي فترحم علىٰ عمر ، و قال :ما خلفت أحدًا أحب إلي أن ألقى الله بمثل عمله منك ، و ايم الله! إن كنت لأظن أن يجعلك الله مع صاحبيك ، و ذاك أني كنت أكثر أسمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول :((جئت أنا و أبو بكر و عمر، و دخلت أنا و أبو بكر و عمر و خرجت أنا و أبوبكر و عمر .)) فإن كنت لأرجو _ أو لأظن _ أن يجعلك الله معهما .''

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا (کہ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے) تو ان (کی میت) کو چارپائی پر رکھ دیا، پھر لوگ ان کے گرد جمع ہو کر تعریف کرنے لگے اور نماز جنازہ پڑھنے (کی تیاری کرنے) لگے۔ میں بھی ان لوگوں میں تھا کہ اچانک ایک آدمی نے میرے پیچھے سے میرے کندھے کو پکڑا تو میں نے اس کی طرف (مڑ کر) دیکھا تو وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لئے رحم (ومغفرت) کی دعا کی۔ پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی میت سے مخاطب ہو کر) فرمایا: آپ نے اپنے سے زیادہ اپنے پیچھے کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا کہ میں اس جیسے نیک اعمال پر اللہ سے ملنا پسند کرتا اور اللہ کی قسم! میں یہی گمان کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ہی ملا دے گا، کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر سنتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کا تذکرہ ضرور کرتے تھے۔ آپ فرماتے کہ میں، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) آئے، یا میں، ابوبکر اور عمر

(رضی اللہ عنہما) داخل ہوئے اور میں، ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) نکلے، لہٰذا مجھے یہی امید یا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ان دونوں کے ساتھ ملا دے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عمر: ۲۳۸۹۔۶۱۸۷)

اس حدیث میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے شیعہ کا رد ہے، جو وہ شیخین پر اپنے بغض سے تقوّل کرتے ہیں کہ انھوں نے ظلم سے امامت پر قبضہ کر لیا تھا۔ شیعہ کی ان سب باتوں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ بَری ہیں اور یہ حدیث اس پر نص صریح ہے، لہٰذا شیعہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ (دیکھئے المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم ج ۶ ص ۲۵۲ ح ۲۳۰۱)

اس حدیث سے درج ذیل مسائل معلوم ہوئے:

۱: شیعہ اور ان کے سوءِ اعتقاد کا رد۔

۲: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے۔

۳: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اعمال اور تقوے میں اپنے سے بلند تر سمجھتے تھے۔

۴: سیدنا علی رضی اللہ عنہ اعمال میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر رشک کرتے تھے۔

۵: اس حدیث سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بھی خواہش تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن کیا جائے۔
دیکھئے اکمال المعلم لفوائد مسلم (ج ۷ ص ۳۹۴ ح ۲۳۸۹)

۶: کسی عالم کے فوت ہونے پر اس کے بارے میں یہ حسن ظن رکھنا کہ وہ اپنے اساتذہ یا پہلے نیک و صالح لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

۷: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے محبت بزبان سیدنا علی رضی اللہ عنہ

۸: انسان کی اچھائی سامنے رکھ کر اس کے بارے میں اچھے بدلے کا یقین رکھنا چاہیے۔

۹: میت کے احسن اعمال کو یاد کرنا اور دوسرے لوگوں کو اس کی خبر دینا۔

۱۰: میت کے لئے تأثرات کا بیان کرنا۔ ۱۱: دفنانے سے پہلے میت کو دیکھنا جائز ہے۔

۱۲: میت کو جنازے سے پہلے بھی دیکھنا جائز ہے۔ ۱۳: میت کو چارپائی پر رکھنا۔

محمد زبیر صادق آبادی

آلِ دیوبند کا اپنے اجماع سے انکار

آلِ دیوبند کے نزدیک اتفاق سے مراد بھی اجماع ہوتا ہے۔

(دیکھئے تجلیات صفدر ۲/ ۲۲۵، حدیث اور اہل حدیث ص ۴۸۳۔۴۸۷)

۱) اجماع ''رفع یدین اور ترک رفع یدین با جماع امت دونوں جائز ہیں۔''

(اختلاف امت اور صراط مستقیم ۲/ ۱۷، آئینۂ دیوبندیت ص ۱۱۷)

انکار ''رفع یدین منسوخ ہے'' (رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۱۹۸، آئینۂ دیوبندیت ص ۴۶۶)

۲) اجماع ''آیت واذا قری القرآن مکہ میں نازل ہونے پر اجماع۔''

(تالیفات رشیدیہ ص ۵۱۰، آئینۂ دیوبندیت ص ۴۸۵)

انکار (فتوحات صفدر ۳/ ۹۹، آئینۂ دیوبندیت ص ۴۸۵)

۳) اجماع ''آیت واذا قری القرآن کا شان نزول نماز ہے۔''

(تجلیات صفدر ص ۶۱۸۔۶۱۹، آئینۂ دیوبندیت ص ۳۰۳۔۳۰۴)

انکار (ملفوظات تھانوی ۲۶/ ۳۳۵، تفسیر ماجدی ص ۳۷۳، آئینۂ دیوبندیت ص ۳۰۴)

٤) اجماع ''نماز کے بعد دعا کا مروجہ طریقہ بدعت ہے''

(نماز کے بعد دعا ص ۱۹، از رشید احمد لدھیانوی، آئینۂ دیوبندیت ص ۴۷۱)

انکار (حدیث اور اہلحدیث ص ۸۷۴، آئینۂ دیوبندیت ص ۴۷۱)

۵) اجماع ''موفق مکی کے ضعیف ہونے پر اجماع''

(حدیث ثقلین ص ۱۴۳، آئینۂ دیوبندیت ص ۲۶۶)

انکار (خزائن السنن ص ۴۲۲، آئینۂ دیوبندیت ص ۲۶۵۔۲۶۶)

٦) اجماع ''تقلید شخصی پر اجماع'' (فتوحات صفدر ۱/ ۸۴، آئینۂ دیوبندیت ص ۴۹۸)

انکار (تذکرۃ الرشید ۱/ ۱۳۱، آئینۂ دیوبندیت ص ۴۹۸)

۷) اجماع ''غیر مجتہد مفتی نہیں ہوسکتا'' (فتاویٰ عالمگیری ۳/ ۳۰۸، آئینۂ دیوبندیت ص ۸۴)

انکار عام آلِ دیوبند انکار کرتے ہیں...

۸) اجماع ''کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری کا درجہ''

(احسن الفتاویٰ ۱/۳۱۵، آئینۂ دیوبندیت ص۳۴۲، ۴۳۳)

انکار (فتوحات صفدر ص ۱/۱۵۹، آئینہ دیوبندیت ص۳۴۲)

۹) اجماع ''عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم ضعیف ہے''

(تفریح الخواطر ص ۳۵۔۳۶، آئینۂ دیوبندیت ص۴۱۵)

انکار (حدیث اور اہلحدیث ص ۳۲۸، آئینۂ دیوبندیت ص۴۱۵)

۱۰) اجماع ''عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی ضعیف ہے''

(العرف الشذی ص ۶۷، آئینۂ دیوبندیت ص۴۱۶)

انکار (حدیث اور اہل حدیث ص ۲۷۷، آئینۂ دیوبندیت ص۴۱۵)

۱۱) اجماع ''محمد بن سائب کلبی ضعیف ہے''

(تنقید متین ص ۱۶۸، آئینۂ دیوبندیت ص ۳۳۷۔۳۳۸)

انکار (گھمن کی نماز ص ۶۷، آئینۂ دیوبندیت ص۴۱۱)

۱۲) اجماع ''عمر بن ہارون کے ضعیف ہونے پر اوکاڑوی نے اجماع نقل کیا''

(تجلیات صفدر ۴/۴۳۴، آئینۂ دیوبندیت ص۲۰۵)

انکار (حدیث اور اہلحدیث ص ۶۳۵، آئینۂ دیوبندیت ص۴۱۴، تجلیات صفدر ۳/۲۵۷)

۱۳) اجماع ''فصاعداً سے وجوب ثابت نہیں''

(العرف الشذی ص ۶۷، آئینۂ دیوبندیت ص۱۸۰۔۱۸۱)

انکار (احسن الکلام ۲/۲۷)

۱۴) اجماع محدثین ''اقرأ بھا فی نفسک کا معنیٰ آہستہ پڑھنا''

(کتاب القراءۃ ص ۳۱، آئینۂ دیوبندیت ص۱۵۹۔۱۶۰)

۱۵) دعویٰ اجماع غلط بھی ہوتا ہے ''امام ابن حبان اور امام قرطبی نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے کہ فاتحہ سے زائد قراءت نماز میں ضروری نہیں۔''

''دیوبند کا انکار'' (احسن الکلام ص ۲/۳۵۔۳۶)

حافظ شیر محمد الاثری

سیدنا بلال بن رباح h سے محبت

الحمد للّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علٰی رسولہ الأمین ، أما بعد:

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ ان جلیل القدر اور السابقون الاولون صحابہ میں سے ہیں جنھوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بہت زیادہ مصائب وتکالیف برداشت کیں اور مثالی استقامت کا مظاہرہ کیا۔

آپ کو مؤذنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی سعادت بھی حاصل ہے۔

سالم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شاعر نے بلال بن عبداللہ کی مدح کرتے ہوئے کہا: بلال بن عبداللہ (ہر) بلال سے بہتر ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (اسے ٹوک کر) فرمایا: "**كَذَبْتَ ، لاَ بَلْ بِلاَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَيْرُ بِلاَلٍ.**" تو جھوٹ کہتا ہے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلال ہر بلال سے بہتر ہیں۔

(سنن ابن ماجہ: ۱۰۲، اس اثر کی سند حسن ہے، کیونکہ عمر بن حمزہ جمہور کے نزدیک موثق ہونے کی وجہ سے حسن الحدیث ہیں)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "**أَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَ أَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِي بِلاَلاً.**"

ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہمارے سردار ہیں اور انھوں نے ہمارے سردار یعنی بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کرایا ہے۔ (صحیح بخاری: ۳۷۵۴)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک بہت بڑا مقام تھا کہ آپ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو اپنا سردار قرار دے رہے ہیں۔ سبحان اللہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فجر کی نماز کے وقت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ((**يَا بِلاَلُ! حَدِّثْنِي بِأَرْجٰی عَمَلٍ عِنْدَكَ عَمِلْتَهُ فِي**

الْإِسْلَامِ مَنْفَعَةً، فَإِنِّي سَمِعْتُ اللَّيْلَةَ خَشْفَ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ.))
''اے بلال! مجھے بتاؤ کہ اسلام لانے کے بعد تم نے وہ کون سا عمل اختیار کیا ہے جس کے نفع کی تمھیں زیادہ امید ہے؟ آج رات میں نے جنت میں تمھارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔'' بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے اسلام لانے کے بعد یہی امید افزا عمل کیا ہے کہ جب بھی وضو کیا تو جتنی اللہ کو منظور ہو نماز پڑھ لیتا ہوں۔

(صحیح بخاری:۱۱۴۹، صحیح مسلم:۲۴۵۸ واللفظ لہ)

سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا سلمان، سیدنا صہیب اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہم کچھ لوگوں (کی مجلس) میں تھے کہ سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ آئے تو انھوں نے کہا: اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن پر ابھی تک نہیں پہنچیں۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم قریش کے بوڑھے اور سردار کے بارے میں ایسا کہتے ہو (ممکن ہے یہ اسلام قبول کر لے) پھر آپ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس بات کی خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَا أَبَا بَكْرٍ! لَعَلَّكَ أَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ أَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ أَغْضَبْتَ رَبَّكَ .)) ''اے ابو بکر! تم نے شاید ان لوگوں (سیدنا بلال، سیدنا سلمان اور سیدنا صہیب رضی اللہ عنہم) کو ناراض کر دیا ہے، اگر تم نے انھیں ناراض کیا تو (گویا) اپنے رب تعالیٰ کو ناراض کیا۔'' یہ سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس (دوبارہ) آئے اور فرمایا: بھائیو! میں نے تمھیں ناراض (تو نہیں) کیا؟ انھوں نے کہا: نہیں، اے ہمارے بھائی! اللہ آپ کو معاف فرمائے۔ (صحیح مسلم:۲۵۰۴)

یہ حدیث سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر دلالت کناں ہے کہ ان کی ناراضی میں گویا اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہے۔ ساتھ ہی سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہو رہی ہے کہ انھوں نے فوراً رجوع کیا اور متوقع امر کی تلافی کی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سات حضرات نے سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمار، ان کی والدہ ماجدہ سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد

رضی اللہ عنہم۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوتو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابوطالب کی وجہ سے (کفار کے مظالم سے) محفوظ رکھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کے ذریعے سے (اذیتوں سے) محفوظ رکھا۔ان کے علاوہ باقی حضرات کو مشرکین نے پکڑ لیا اور انھیں لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا۔سب نے مشرکین کے مطلب کی بات کہہ دی سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے۔ انھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کی قربانی کو معمولی سمجھا۔ان کی قوم کی نظر میں بھی ان کی کچھ وقعت نہ تھی، کفار نے انھیں پکڑ کر (آوارہ) بچوں کے حوالے کردیا۔وہ انھیں مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں میں گھسیٹتے پھرتے اور بلال رضی اللہ عنہ اَحد، اَحد (اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے) کہتے جاتے۔ (حسن، سنن ابن ماجہ: ۱۵۰، صحیح ابن حبان: ۷۰۸۳، المستدرک للحاکم ۳/۲۸۴)

صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں پہلی مرتبہ اذان سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے ہی کہی تھی۔

ایک طویل حدیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنا خواب سنایا۔عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک آدمی کو دو سبز کپڑے پہنے ہوئے دیکھا، وہ ناقوس اٹھائے ہوئے تھا، پھر (اذان والا) سارا واقعہ سنایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) فرمایا: ''تمھارے اس ساتھی نے ایک خواب دیکھا ہے۔(آپ نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا:) تم بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں جا کر یہ الفاظ انہیں بتاؤ اور بلال رضی اللہ عنہ ان الفاظ کو بلند آواز سے ادا کریں، کیونکہ وہ تمھاری نسبت بلند آواز والے ہیں۔

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں گیا۔ میں یہ الفاظ انھیں بتاتا گیا اور وہ بلند آواز سے ان الفاظ کو ادا کرتے گئے۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ سنے تو وہ بھی آ گئے اور کہا: اے اللہ کے رسول، اللہ کی قسم! میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا انھوں (عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ) نے دیکھا ہے۔ (حسن، سنن ابن ماجہ: ۷۰۶ وغیرہ)

اے اللہ! ہمارے دل اپنی محبت سے، اپنے رسول کی محبت سے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے بھر دے۔آمین

علامہ محمد رئیس ندوی رحمہ اللہ

[ابراہیم نخعی کے فقہی اقوال سے حنفیہ کی مخالفت کی مثالیں]

مصنف انوار (احمد رضا بجنوری دیوبندی) نے کہا:

''اعمش یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ ابراہیم کبھی کوئی بات اپنی رائے سے نہیں کہتے تھے، معلوم ہوا کہ ابراہیم نخعی سے جتنے فقہی اقوال نقل کیے جاتے ہیں، خواہ وہ امام ابو یوسف کی کتاب الآثار میں ہوں یا امام محمد کی کتاب الآثار میں یا ابن ابی شیبہ کی مصنف میں وہ سب آثار مرفوعہ کے حکم میں ہیں۔'' (مقدمہ انوار [الباری] ۱/۴۱)

ہم کہتے ہیں کہ اگر امام نخعی کے فقہی اقوال آثار مرفوعہ کے حکم میں ہیں تو کوئی شک نہیں کہ امام ابوحنیفہ نے بڑی کثرت سے نخعی کے اقوال فقیہ کی مخالفت کی ہے، جس سے یہ مستخرج ہوتا ہے کہ امام صاحب سے بکثرت احادیث نبویہ کی مخالفت سرزد ہوئی ہے، اس جگہ ہم امام نخعی کے وہ فقہی اقوال بطور نمونہ پیش کرتے ہیں جن کی امام ابوحنیفہ اور احناف نے مخالفت کی ہے۔

۱۔ امام نخعی مرجی لوگوں سے سلام وکلام بند کر دیتے تھے اور اپنے تلامذہ کو بھی ان سے پرہیز کرنے کا حکم دیتے تھے، نیز مرجی طلباء کو اپنی درسگاہ سے نکال باہر کرتے تھے، لیکن امام نخعی کے ان تمام فرامین کے خلاف امام ابوحنیفہ نے مرجیہ کو اپنا استاذ مان لیا اور انھیں صرف استاذ ہی نہیں بلکہ اپنا پیشوا بھی بنالیا، حماد جیسے مرجی کو امام نخعی اپنی درسگاہ سے نکال باہر کرتے تھے مگر امام ابوحنیفہ نے ان سے اٹھارہ سال تک علوم دین سیکھے۔ ہر صاحب انصاف بآسانی فیصلہ کرسکتا ہے کہ دریں صورت کیا امام ابوحنیفہ کو مذہب نخعی کا پابند کہا جاسکتا ہے؟

۲۔ امام نخعی نے کہا: وضو میں چہرہ دھوتے وقت کان کا وہ حصہ جو چہرے کی طرف ہے دھونا چاہیے، کان کا باقی حصہ سر کے مسح کے وقت مسح کرنا چاہیے، امام ابوحنیفہ نخعی کے اس فتویٰ کی مخالفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پورے کان کا سر کے مسح کے ساتھ مسح کرنا چاہیے۔

(ملاحظہ ہو کتاب الآثار لمحمد ص ۱۰، باب الوضوء رقم: ۲، و کتاب الآثار لابی یوسف ص ۴، ۵، نمبر: ۱۲)

۳۔ امام نخعی نے فرمایا: اگر کسی نے وضو میں مضمضہ واستنشاق (کلی اور ناک میں پانی) نہیں کیا تو اس کا وضو صحیح نہیں ہوگا، اسے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

(الآثار لابی یوسف ص ۴ و ۱۴ نمبر ۹، ۶۳)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک مضمضہ واستنشاق کے بغیر ہی وضو صحیح ہو جائے گا۔

۴۔ امام نخعی نے فرمایا: بیوی اور غیر محرم کو بوسہ دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(الآثار لمحمد ص ۱۳۔۱۴، رقم: ۲۱، الآثار لابی یوسف ص ۶ نمبر: ۲۷)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک کسی عورت کو بھی بوسہ دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (کتب فقہ حنفی)

۵۔ امام نخعی نے فرمایا کہ غیبت وچغل خوری سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ۴/ ۲۲۷ و ابن ابی شیبہ)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک غیبت وچغل خوری سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۶۔ امام نخعی نے فرمایا کہ پورے سر کا مسح فرض ہے۔ (الآثار لابی یوسف ص ۶ نمبر: ۲۶)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح کافی ہے۔

۷۔ امام نخعی نے فرمایا: بچے کا پیشاب کپڑے یا جسم پر لگ جائے تو پانی کے چھڑکنے سے طہارت ہو جاتی ہے مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک دھوئے بغیر طہارت نہیں ہوسکتی۔

(الآثار لمحمد ص ۱۶، رقم: ۳۵)

۸۔ امام نخعی نے فرمایا: باوضو آدمی اگر ناخن یا سر کے بال تراشے تو ترشے ہوئے ناخنوں کو دوبارہ دھوئے اور سر کا مسح کرے مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں۔

(ابن ابی شیبہ وغیرہ)

۹۔ امام نخعی نے فرمایا: عورت اگر صرف کنپٹی پر مسح کرے تو وضو صحیح نہیں ہوگا، پورے سر کا مسح کرنا ہوگا مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک کنپٹی پر مسح کرنے سے عورت کا وضو صحیح ہو جائے گا۔

(الآثار لمحمد ص ۱۷، رقم: ۴۴)

۱۰۔ امام نخعی نے فرمایا: اگر کپڑے یا جسم میں ایک درہم بھر نجاست لگ جائے تو دھوئے بغیر نماز صحیح نہیں ہوگی مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایک درہم بھر معاف ہے، اس کے ساتھ نماز صحیح ہو جائے گی، اس سے زیادہ پر دھونا ہوگا۔ (الآثار لمحمد ص ۳۲ رقم: ۱۴۷، دوسرا نسخہ ۱۴۶)

۱۱۔ امام نخعی نے فرمایا:

مستحاضہ عورت ظہر و عصر کے مابین ایک غسل کے ساتھ جمع صوری کرلے، اسی طرح مغرب و عشاء کے درمیان بھی اور فجر کے لیے ایک علیحدہ غسل کر کے نماز پڑھے مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر نماز کے لیے صرف تازہ وضو بلا جمع صوری کافی ہے۔

(الآثار لمحمد ص ۱۸، رقم: ۴۹، والآثار لابی یوسف ص ۳۵، نمبر: ۱۷۵)

۱۲۔ امام نخعی نے فرمایا: بچہ پیدا ہونے والی عورت کے ایام نفاس کی اگر کوئی تعیین نہیں ہو سکی تو وہ اپنے خاندان کی عورت کی مدت نفاس گزارے مگر امام ابوحنیفہ و دیگر احناف نے کہا: "ولسنا نأخذ بذلك" (الآثار لمحمد ص ۱۹، رقم: ۵۴)

۱۳۔ امام نخعی کے نزدیک لعاب دہن پاک نہیں ہے، اسے دھوئے بغیر طہارت نہیں حاصل ہوگی۔ (المحلی لابن حزم ۱/ ۱۳۹)

مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک لعاب دہن پاک ہے۔

۱۴۔ امام نخعی نے فرمایا: شوہر اپنی مری ہوئی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اور پانی پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں تیمّم کرا سکتا ہے مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک شوہر اپنی مردہ بیوی کو غسل یا تیمّم نہیں کرا سکتا، البتہ زندہ کو سبھی کچھ کرا سکتا ہے۔ (الآثار لمحمد ص ۴۵، رقم: ۲۳۰، دوسرا نسخہ ۲۲۸)

۱۵۔ امام نخعی نے فرمایا: مؤذن کو اختیار ہے، خواہ اثنائے اذان میں بات کرے یا نہ کرے مگر امام ابوحنیفہ و احناف نے کہا: " و أما نحن فنرى أن لا يفعل، و إن فعل فلم ينقض ذلك أذانه "۔ (الآثار لمحمد ص ۱۹، رقم: ۵۹)

۱۶۔ امام نخعی امامت فرماتے تو محراب کے سامنے نہیں بلکہ دائیں یا بائیں ہٹ کر کھڑے ہوتے مگر امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ محراب کے سامنے کھڑے ہو کر امامت کرنے میں کوئی

حرج نہیں بشرطیکہ اندرونِ محراب نہ کھڑا ہو۔ (الآثار لمحمد ص ۲۶، رقم: ۱۰۴، دوسرا نسخہ ۱۰۳)

۱۷۔ امام نخعی نے فرمایا: سترہ کو کھڑا کر کے گاڑے بغیر سترہ نہیں کہا جا سکتا مگر امام ابوحنیفہ نے کہا کہ سترہ گاڑے بغیر بھی سترہ رہے گا، البتہ گاڑ دینا مستحب ہے۔

(الآثار لمحمد ص ۲۸، رقم: ۱۱۸، ولابی یوسف ص ۴۷، نمبر: ۲۴۱)

۱۸۔ امام نخعی نے فرمایا: صبح صادق سے پہلے اگر نماز وتر نہیں پڑھی گئی تو اب وتر کی نماز نہ پڑھی جائے گی مگر امام ابوحنیفہ و دیگر احناف کہتے ہیں: "لسنا نأخذ بهذا"

(الآثار لمحمد ص ۲۹، رقم: ۱۲۴)

۱۹۔ امام نخعی نے فرمایا: جو شخص مسجد میں داخل ہوا اس حال میں کہ امام رکوع میں جا چکا ہو تو اسے بھی تیز دوڑے بغیر رکوع میں چلے جانا چاہیے مگر احناف کہتے ہیں:

" لسنا نأخذ بهذا" (الآثار لمحمد ص ۲۹، رقم: ۱۲۶)

۲۰۔ امام نخعی نے فرمایا: نماز میں اگر کسی کو شک کی بنا پر عضو تناسل میں تری محسوس ہوئی تو اسے نماز چھوڑ کر از سرِ نو نماز پڑھنی چاہیے، مگر امام ابوحنیفہ نے فرمایا: جب تک یقینی طور پر تری محسوس نہ ہو نماز نہ چھوڑے اور نہ دوڑے۔ (الآثار لمحمد ص ۳۴، رقم: ۱۵۹، دوسرا نسخہ: ۱۵۸)

۲۱۔ امام نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: خطبہ جمعہ کے درمیان سلام اور چھینک کا جواب دے سکتا ہے، احناف نے کہا: " لسنا نأخذ بهذا ولكنا نأخذ بقول سعيد بن المسيب "

(الآثار لمحمد ص ۳۷، ۳۸، رقم: ۱۸۲، دوسرا نسخہ: ۱۸۰)

۲۲۔ امام نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر مقتدی بقدر تشہد قعدہ میں بیٹھا رہا اور امام کے سلام سے پہلے نماز چھوڑ کر چلا آیا تو اس کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں نماز صحیح ہو جائے گی۔ (الآثار لمحمد ص ۳۸، رقم: ۱۸۵، دوسرا نسخہ: ۱۸۳)

۲۳۔ امام نخعی سورۂ ص میں سجدہ کے قائل نہیں تھے مگر احناف قائل ہیں۔

(الآثار لمحمد ص ۴۲، رقم: ۲۱۰، دوسرا نسخہ: ۲۰۹)

۲۴۔ امام نخعی نے فرمایا: مرد کے کفن کے کپڑوں کی تعداد طاق ہونی چاہیے، مگر امام ابوحنیفہ

نے کہا کہ خواہ طاق رہے یا جفت سب کا اختیار ہے۔

(الآ ثار لمحمد ص ۴۴، باب الجنائز و غسل المیت، رقم: ۲۲۴۔۲۲۵، دوسرا نسخہ: ۲۲۳۔۲۲۴)

۲۵۔ امام نخعی نے فرمایا: جھوٹ بولنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (حلیۃ الاولیا ۴/ ۲۲۷ وغیرہ)

مگر امام ابوحنیفہ اس کے خلاف ہیں۔

۲۶۔ امام نخعی نے فرمایا: جو روپیہ کسی نے کسی سے قرض لیا ہے، اس کی زکوٰۃ قرض لینے والے پر واجب ہے دینے والے پر نہیں مگر حنفیوں کے ائمہ کہتے ہیں: " لسنا نأخذ بھذا"

(الآ ثار لمحمد ص ۵۴، رقم: ۳۰۱، دوسرا نسخہ: ۳۰۰)

۲۷۔ امام نخعی نے فرمایا: جس عورت کا شوہر مرتد ہوگیا ہو وہ مطلقہ کے حکم میں ہوگئی، مگر امام ابوحنیفہ اس کے خلاف ہیں۔

(الآ ثار لمحمد ص ۷۶، رقم: ۴۲۴، دوسرا نسخہ: ۴۲۱، ولابی یوسف ص ۸۸، نمبر: ۴۳۰)

۲۸۔ امام نخعی نے فرمایا: جس نے ایلاء کے بعد اپنی بیوی کو طلاق دی تو ایلاء باطل ہو جائے گا مگر حنفیوں کے ائمہ فرماتے ہیں: " لسنا نأخذ بھذا"

(الآ ثار لمحمد ص ۹۵، رقم: ۵۴۸، دوسرا نسخہ: ۵۴۳ وغیرہ)

۲۹۔ امام نخعی نے فرمایا: جس شخص نے اپنے غلام کو قتل کر دیا تو اسے قصاص میں سزائے قتل دی جا سکتی ہے، بشرطیکہ مقتول کے اولیاء چاہیں مگر حنفیوں کے ائمہ کہتے ہیں: "لسنا نأخذ بھذا " (الآ ثار لمحمد ص ۱۰۴، رقم: ۶۰۵، دوسرا نسخہ: ۵۹۶)

۳۰۔ امام نخعی نے فرمایا: اگر کسی نے عدت طلاق میں کسی مطلقہ عورت سے شادی کی اور اس نکاح کے طفیل بچہ پیدا ہوا، دریں صورت اگر اس عورت کا طلاق دینے والا شوہر اس بچہ کو اپنا کہے تو یہ بچہ اسی طلاق دینے والے کا ہوگا اور اگر اس نے انکار کیا اور دوسرے نے اپنا بچہ مانا تو اسی کا ہو جائے گا اور اگر دونوں انکار و شک کریں تو دونوں کا مشترک بچہ مانا جائے گا، مگر حنفیوں کے ائمہ نے کہا: " ولسنا نأخذ بھذا " (الآ ثار لمحمد ص ۱۱۴، رقم: ؟؟؟)

۳۱: امام نخعی نے فرمایا: امور قصاص میں عورتوں کی شہادت مقبول نہیں، مگر امام ابوحنیفہ

کے نزدیک مقبول ہے۔(الآثار لمحمد ص۱۱۲، رقم:۶۵۶، دوسرا نسخہ:۶۴۶) ؟؟؟

۳۲: امام نخعی نے فرمایا: اگر کسی نے وصیت کی کہ فلاں کو یہ غلام دیا جائے اور فلاں کو (۱/۳) مال تو پہلے غلام کو دیا جائے گا اور دوسرے کو (۱/۳) مال بشرطیکہ موصی نے مال چھوڑا ہو مگر ائمہ احناف کہتے ہیں:" لسنا نأخذ بهذا " (الآثار لمحمد ص۱۱۴، رقم:۶۶۵، دوسرا نسخہ:۶۵۵)

۳۳۔ امام نخعی نے فرمایا: مرتد ہونے والی عورت کو سزائے قتل دی جائے گی مگر ائمہ احناف کہتے ہیں:" لسنا نأخذ بهذا"

(الآثار لمحمد ص۱۰۳، رقم:۶۰۱، دوسرا نسخہ:۵۹۲، وابی یوسف ص۱۶۱، نمبر:۷۳۵)

۳۴۔ امام نخعی نے فرمایا: اگر کسی مسلمان یا یہودی ونصرانی نے بسم اللہ پڑھے بغیر شکاری کتے کو شکار پر چھوڑ دیا تو اس کے شکار کا گوشت کھانا مکروہ ہے مگر ائمہ احناف نے کہا:

" لسنا نأخذ بهذا، لا بأس بأكله" (الآثار لمحمد ص۱۴۰، رقم:۸۳۷، دوسرا نسخہ:۸۲۷)

۳۵۔ امام نخعی سے پوچھا گیا: خصی وغیر خصی جانوروں سے کس کی قربانی افضل ہے؟ جواب دیا کہ خصی کی مگر امام ابوحنیفہ نے کہا: دونوں میں سے جو زیادہ موٹا تازہ ہو اس کی قربانی افضل ہے۔ (الآثار لمحمد ص۱۳۶، رقم:۸۰۷، ۷۹۷)

۳۶۔ امام نخعی نے فرمایا: اگر کسی نے نذر مانی کہ ہم چار میل پیدل چلیں گے اور وہ صرف ایک میل چل کر سوار ہو گیا تو اسے چاہیے کہ پھر سے چار میل چلے مگر ائمہ احناف کہتے ہیں:

" لسنا نأخذ بهذا "(الآثار لمحمد ص۱۲۵، رقم:۷۳۳، دوسرا نسخہ:۷۲۳)

۳۷۔ امام نخعی نے فرمایا: اگر چاندی کی انگوٹھی ہو اور اس میں نگینہ بھی لگا ہو تو اسے جس چیز کے بدلے اور جس بھاؤ سے چاہے فروخت کیا جا سکتا ہے مگر ائمہ احناف نے کہا:

" لسنا نأخذ بهذا " (الآثار لمحمد ص۱۳۱، رقم:۷۶۷، دوسرا نسخہ:۷۵۷)

۳۸۔ امام نخعی خالص سرخ وزرد رنگ کے کپڑے استعمال کرتے تھے۔(ابن سعد ۶/ ۱۹۷)

ائمہ احناف مردوں کے لیے خالص سرخ وزرد کپڑے ممنوع کہتے ہیں۔ (کتب الفقہ الحنفی)

۳۹۔ امام نخعی نے فرمایا: کفارہ میں مکاتب غلام آزاد کرنا کافی نہیں ہے، لیکن ائمہ احناف

اسے جائز بتلاتے ہیں۔ (الآثار لمحمد ص۱۲۳، رقم:۷۲۲، دوسرا نسخہ:۷۱۲)

۴۰۔ امام نخعی نے فرمایا: جس شخص نے نذر مانی کہ اپنے بچے کو ذبح کرے گا تو اسے کفارہ میں سو اونٹ ذبح کرنے چاہئیں، مگر ائمہ احناف کہتے ہیں:" لسنا نأخذا بهذا "

(الآثار لمحمد ص۱۲۵، رقم:۷۳۴، دوسرا نسخہ:۷۲۴)

۴۱۔ امام نخعی نے فرمایا: لعان کرنے والوں کا بچہ اگر مر جائے اور اس کے ورثہ میں ماں اور ایک بہن اور ایک بھائی ہوں تو بھائی بہن کو (۱/۳) ملے گا اور باقی ماں کو ملے گا مگر ائمہ احناف کہتے ہیں:" لسنا نأخذ بهذا " (الآثار لمحمد ص۱۲۱، رقم:۷۰۸، دوسرا نسخہ:۶۹۸)

۴۲۔ امام نخعی نے فرمایا: لعان کرنے والی عورت کا بچہ اگر مر جائے اور اس کی ماں زندہ ہے تو اس کا سارا مال ماں کو ملے گا اور ماں زندہ نہیں ہے تو ماں کے قریب ترین وارث کو ملے گا مگر ائمہ احناف کہتے ہیں کہ ماں کی عدم موجودگی میں سارا مال متوفی لڑکے کے قریبی رشتہ دار کو ملے گا۔ (الآثار لمحمد ص۱۲۱، رقم:۷۰۷، دوسرا نسخہ:۶۹۷)

۴۳۔ امام نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر کسی نے حاملہ لونڈی خریدی اور بائع و مشتری دونوں نے دعویٰ کیا کہ بچہ ہمارا ہے تو بچہ مشتری کا ہوگا مگر ائمہ احناف کہتے ہیں" لسنا نأخذ بهذا"

(الآثار لمحمد ص۱۲۷، رقم:۷۴۵، دوسرا نسخہ:۷۳۵)

۴۴۔ امام نخعی نے فرمایا:: کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا مگر احناف کہتے ہیں کہ نہیں۔

(الآثار لمحمد ص۱۱۱، رقم:۶۴۷، دوسرا نسخہ:۶۳۸)

۴۵۔ امام نخعی نے فرمایا: چور کا ہاتھ کاٹنے کے ساتھ چوری شدہ مال کا تاوان بھی لیا جائے گا مگر ائمہ احناف کہتے ہیں:"لسنا نأخذ بهذا" (الآثار لمحمد ص۱۱۱، رقم:۶۴۱، دوسرا نسخہ:۶۳۲)

۴۶۔ امام نخعی نے فرمایا: اگر ایک طہر میں کسی مملوکہ سے تین افراد نے وطی کی اور وہ حاملہ ہو گئی تو بچہ اس کا ہوگا جس نے آخر میں وطی کی مگر ائمہ احناف نے کہا:"لسنا نأخذ بهذا"

(الآثار لمحمد ص۱۲۷، رقم:۷۴۶، دوسرا نسخہ:۷۳۶)

۴۷۔ امام نخعی نے فرمایا: اگر کسی کو ڈاکو قتل کر دیں تو مقتول کے ورثاء کو اختیار ہے کہ ڈاکو

کے ہاتھ پاؤں کاٹ لیں اور اس کے بعد اسے قتل بھی کر دیں مگر ائمہ احناف کہتے ہیں کہ ڈاکو کو صرف قتل کیا جا سکتا ہے، ہاتھ پاؤں کا کاٹنا جائز نہیں۔

(الآثار لمحمد ص ۱۱۰، رقم: ۶۴۴، دوسرا نسخہ: ۶۳۵)

۴۸۔ امام نخعی نے فرمایا: لوطی زانی کے حکم میں ہے، یعنی جو سزا زانی کی وہی لوطی کی۔

(الآثار لمحمد ص ۱۰۷، رقم: ۶۲۵، دوسرا نسخہ: ۶۱۶)

مگر [بہت سے] ائمہ احناف لوطی کو زانی نہیں مانتے۔ (کتب الفقہ الحنفی)

۴۹۔ امام نخعی نے فرمایا: اگر کسی نے ادھار چاندی کسی کو دی اور ادھار لینے والے نے اس کی چاندی سے اچھی چاندی اسی مقدار میں ادا کی تو جائز نہیں، کیونکہ یہ سود ہو گیا مگر ائمہ احناف نے کہا: "لسنا نأخذ بهذا" (الآثار لمحمد ص ۱۳۲، رقم: ۱۷۷، دوسرا نسخہ: ۱۶۷)

۵۰۔ امام نخعی نے فرمایا: شرابی کو کوڑے لگاتے وقت اس کے کپڑے نہ اتارے جائیں، مگر امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ کپڑے اتار لیے جائیں۔

(الآثار لمحمد ص ۱۰۵، ۱۰۶، رقم: ۶۱۵، دوسرا نسخہ: ۶۰۶)

۵۱۔ امام نخعی نے فرمایا: جس بچے کی ماں کے شوہر نے ماں پر الزام لگا کر بچے کو اپنا بچہ ماننے سے انکار کر دیا تو اس عورت پر اگر کوئی شخص الزام زنا لگائے تو اسے سزائے قذف دی جائے گی مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسی عورت کو متہم کرنے والے پر سزائے قذف نہیں ہے۔ (الآثار لمحمد ص ۱۰۴، رقم: ؟؟؟)

۵۲۔ امام نخعی نے فرمایا: اگر کسی نے قربانی کے لیے صحیح سالم جانور خریدا اور بعد میں یہ جانور معیوب ہو گیا تو اس کی قربانی درست ہے مگر ائمہ احناف نے کہا: "لسنا نأخذ بهذا"

(الآثار لمحمد ص ۱۳۶، رقم: ۸۰۴، دوسرا نسخہ: ۷۹۴)

۵۳۔ امام نخعی لوہے کی انگشتری پہنتے تھے مگر ائمہ احناف مردوں کے لیے لوہے کی انگشتری ناجائز بتلاتے ہیں۔ (الآثار لمحمد ص ۱۴۴، رقم: ۸۶۷، دوسرا نسخہ: ۸۵۷)

مندرجہ بالا تفصیل ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے منقول زیادہ سے زیادہ دو سو مسائل سے

ماخوذ ہے، ان دوسو مسائل میں سے باون (۵۲) میں امام ابوحنیفہ امام نخعی کے مخالف اور ایک سو اڑتالیس میں موافق ہیں۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہوا کہ کم سے کم پچیس فیصد یعنی ایک چوتھائی مسائل میں امام ابوحنیفہ نخعی کے مخالف ہیں، ظاہر ہے کہ یہ بہت زیادہ مخالفت ہوئی اور اختلاف کی یہ فہرست صرف ان مسائل میں ہے جو واقع شدہ امور سے متعلق ہیں ورنہ امام نخعی فرضی وغیر واقع شدہ مسائل کے جواب ہی نہیں دیتے تھے، اس اعتبار سے امام نخعی سے امام ابوحنیفہ کے اختلاف کردہ مسائل کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی، یعنی امام نخعی سے کم از کم تین لاکھ مسائل سے امام ابوحنیفہ نے مخالفت کی ہے، کیونکہ بقول مصنف انوار امام صاحب نے ساڑھے بارہ لاکھ مسائل وضع کیے، اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ چوتھائی مسائل میں امام صاحب نے نخعی سے مخالفت کی ہے، وہ بھی واقع شدہ مسائل میں، بلفظ دیگر امام صاحب نے تین لاکھ احادیث مرفوعہ کی مخالفت کی ہے، کیونکہ مصنف انوار اقوال نخعی کو احادیث مرفوعہ قرار دیتے ہیں، اور مدعی ہیں کہ امام نخعی رحمہ اللہ کے سارے فتاویٰ احادیثِ مرفوعہ کے درجہ میں ہیں۔ (اللمحات الیٰ مافی انوار الباری من الظلمات ص ۳۹۷۔۴۰۳)

اشرف علی تھانوی کے ملفوظات

نواب عشرت علی خان قیصر دیوبندی نے کہا:

''غالباً الافاضات الیومیہ کی پہلی یا دوسری جلد پر مولوی شبیر علی صاحب کا مقدمہ اور ایک پیش لفظ ہے، اُس میں خاص طور پر وہ لفظ لکھا ہوا ہے اور میرے پاس ابھی بھی وہ کراچی میں ثبوت کے طور پر ہے، اس میں حضرت والا نے حضرت مولوی شبیر علی صاحب کو مخاطب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ: ''مولوی شبیر علی! میں نے سنا ہے کہ کچھ لوگ میرے الفاظ بدلنا چاہتے ہیں، سب سے کہنے کی بات تو نہیں ہے، میں تم سے کہتا ہوں، کہ **میرے الفاظ من جانب اللہ القاء ہوتے ہیں۔**''

(ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی جلد ۴ شمارہ: ۱۰، ص ۵۴)

حافظ معاذ علی زئی

حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ، بحیثیت ایک باپ

میرے والد محترم جنھیں دنیا محقق دوراں، ذہبی زماں، محدث العصر اور شیخ الاسلام کے طور پر جانتی ہے بحیثیت ایک باپ بڑے ہی نفیس، شفیق اور محبت وشفقت کرنے والے انسان تھے۔ وہ اپنی اولاد سے ہی کیا نبی کریم ﷺ کے طریقے پر چلتے ہوئے ہر بچے کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے اور علمی مصروفیت کے باوجود پوری توجہ دیتے اور اکثر چھوٹے بچوں کو اٹھا بھی لیتے تھے۔

ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں، ہم تو نہیں لیتے۔ آپ نے فرمایا: ''اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔'' (صحیح بخاری: ۵۹۹۸، صحیح مسلم: ۲۳۱۷)

والد محترم یقیناً ان لوگوں میں سے تھے جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے رحم سے بھر دیا ہے۔ آپ کی جیب اور کمرے میں عموماً ٹافیاں وغیرہ ہوتیں جو آپ بچوں میں تقسیم کرتے رہتے تھے۔

آپ کا زیادہ وقت تحقیق اور مطالعہ میں گزرا۔ علمی اور تحقیقی مصروفیات کی وجہ سے عام طور پر آپ صرف کھانے کے اوقات میں ہی گھر جایا کرتے تھے۔ وہ اول وقت کے طعام کو ترجیح دیتے تھے۔ ہر کام وقت پر کرنا اُن کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک اہم وصف تھا۔

اپنے تمام بچوں سے وہ بہت زیادہ محبت کرتے تھے، تاہم وہ دین کے معاملے میں بہت سخت تھے۔ پیار ومحبت کے باوجود آپ دینی وشرعی معاملے میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کرتے تھے۔ ہمیں توحید وسنت پر قائم رہنے اور نیک صالح اعمال کرنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔

جب بچوں میں جھگڑا ہوتا تو کہتے کہ گواہوں کو پیش کرو۔ آپ کی ان باتوں سے ہم

بڑے حیران ہوتے تھے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس سے جھگڑا خود ہی رفع دفع ہو جاتا۔ کوئی بچہ سوچے سمجھے بغیر کسی دوسرے پر الزام نہیں لگا سکتا تھا۔

آپ سبزی بالخصوص کدو اور شلجم بہت پسند کرتے تھے۔ گوشت ان کی پسندیدہ خوراک تھی۔ آپ ثرید بنا کر یعنی چُوری کر کے کھانا کھایا کرتے تھے کیونکہ اسے نبی کریم ﷺ نے افضل ترین غذا قرار دیا ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری (۵۴۱۸) وغیرہ۔

اگر کوئی بچہ کھانے کی پلیٹ کو مکمل صاف نہ کرتا تو آپ سب سے پہلے اُس پلیٹ کو صاف کرتے تھے۔ آپ کے اس عمل سے ہماری اصلاح ہو جاتی اور ہم آیندہ کے لئے محتاط ہو جاتے تھے۔ اپنے عمل کے ذریعے سے بچوں کی بہترین تربیت بڑا کارگر ذریعہ ہے جسے آپ کبھی نظر انداز نہیں کرتے تھے۔

اگر کبھی روٹی قدرے جل جاتی تو آپ اسے خود کھا لیتے اور فرماتے کہ میں نہیں چاہتا میرے بچے جلی ہوئی روٹی کھائیں۔

تندوری روٹی انھیں بہت پسند تھی۔

کھیرے آپ کی فریج میں ہر وقت موجود رہتے۔ فروٹوں میں خربوزہ انھیں سب سے زیادہ پسند تھا۔

گرمیوں میں تقریباً روزانہ آم لے آتے اور گھر کے صحن میں رات کو کھلے آسمان تلے سب گھر والوں کے ساتھ کھاتے۔ دادا ابو بھی ساتھ موجود ہوتے تھے۔ اس دوران میں آپ دادا ابو کے ساتھ سیاست پر ہلکا پھلکا تبصرہ بھی کرتے تھے۔

بچوں میں مجھ (معاذ) سے وہ سب سے زیادہ بے تکلف تھے۔ وہ ہر بات میں میری رائے ضرور لیتے۔ زیادہ تر اردو اور انگلش کے الفاظ کی جانچ مجھ سے کرواتے، باوجودیکہ وہ خود انگلش اور اردو میں مہارت رکھتے تھے۔ اس میں آپ کا مقصود میری حوصلہ افزائی ہی تھا۔

میں اگر کسی چیز کا مشورہ دیتا تو فوراً قبول کر لیتے۔

مجھے کسی بات پر کبھی مجبور نہیں کیا اور میری پسند کو ہمیشہ اولین ترجیح دیتے تھے۔

آپ مجھے کہا کرتے تھے کہ پڑھائی زیادہ ضروری ہے۔ پہلی کلاس سے لے کر گریجوایشن تک ہر امتحان کے بعد میرے نمبر اور پیپر خود چیک کرتے اور وہ ہمیشہ یہ جملہ کہا کرتے تھے: ''معاذ فیل ہوتے ہوتے رہ گیا ہے''۔ وہ دوسرے بچوں پر بھی ایسا ہی تبصرہ کرتے تھے۔

گریجوایشن کے بعد مجھے کئی بار کہا کہ یونیورسٹی میں داخلہ لے لوں۔ وہ ٹائم ضائع کرنے کے سخت مخالف تھے۔

تعلیم کے معاملے میں وہ مجھے اور تمام بچوں کو مکمل سپورٹ کرتے تھے۔ وہ ہر بچے کی تعلیم کے قائل تھے اور کسی میں تفریق نہیں رکھتے تھے۔

میں نے والد محترم کے قائم کردہ مدرسہ میں ہی مکمل قرآن حفظ کیا ہے۔ ایف ایس سی کے بعد آپ کی شدید خواہش تھی میں کسی جامعہ میں باقاعدہ درس نظامی کروں اور وفاق المدارس السّلفیہ کے امتحانات بھی پاس کروں، چنانچہ اسی غرض سے آپ نے مجھے لاہور بھی بھیجا تھا، لیکن شومئی قسمت کہ میں کسی وجہ سے وہاں نہ پڑھ سکا، لیکن جب واپس آیا تو آپ نے اس کا بہترین حل یہ سوچا کہ مجھے خود پڑھانا شروع کر دیا اور ساتھ ہی مدرسے کے مختلف اساتذہ کے سپرد کر دیا جس کے نتیجے میں وفاق المدارس السّلفیہ (خاصہ) تک ممتاز حیثیت میں پاس کر چکا ہوں اور اپنی یہ تعلیم جاری رکھنے کے لئے پُرعزم بھی ہوں۔ (ان شاء اللہ)

میں نے کئی دفعہ اُن کے ساتھ سفر کیا ہے، اگرچہ ان کے تمام اسفار علمی نوعیت ہی کے ہوتے تھے لیکن میرا سب سے یادگار سفر لاہور کا تھا، جب میں تقریباً بارہ (۱۲) سال کا تھا۔ وہ دس دن کے دورے پر مجھے ساتھ لے گئے تھے۔ ہم لاہور میں مولانا مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کے پاس رہے۔ وہاں سے واپسی پر دریائے جہلم میں بھی ہم نے کشتی میں سفر کیا۔ وہاں مقامی علماء بھی ہمارے ساتھ تھے۔ پھر وہاں سے آزاد کشمیر گئے۔ آزاد کشمیر میں انھیں ایک مجاہد نے اپنی AK-47 چلانا سکھائی تھی اور ان سے کہا تھا کہ وہ اس کی شہادت کے لئے دعا کریں۔ واپسی پر مری کے خطرناک موڑوں سے ہوتے ہوئے ہم حضرو پہنچے۔ وہ کافی

یادگار سفر تھا۔

راستے میں مجھے ہر جگہ کے بارے میں بتاتے۔ مجھے ان کے ساتھ اکیلے سفر کرنا بہت پسند تھا۔

وہ ہمیں چھوٹی چھوٹی باتوں پر سمجھاتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ سکول جاتے ہوئے یا واپسی پر کسی سے بھی کوئی چیز لے کر نہیں کھانی۔ سخت گرمیوں میں دوپہر کو اکیلا گھر سے باہر نکلنے سے منع فرماتے تھے۔ ساری زندگی ہمیں کبھی شام کی نماز کے بعد گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ ہر روز شام کی نماز کے بعد تمام بچوں کی گھر میں موجودگی کو چیک کرتے تھے۔

میں نے جب موٹر سائیکل چلانا سیکھا تو بار بار مجھے کہا کرتے تھے کہ آہستہ چلایا کرو۔ جلدی کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ حضرو کے اڈہ کے قریب جو موڑ ہے وہاں آہستگی سے دیکھ کر کراس کرنا، وہ کافی خطرناک موڑ ہے۔ لوگوں کے بارے میں وہ تبصرہ کرتے تھے کہ ''لوگ اندھا دھند موٹر سائیکل چلاتے ہیں''۔

اُن کی یہ خواہش بھی تھی کہ میں گاڑی چلانا سیکھ لوں۔ انھوں نے سیکھنے کے بارے میں مجھے کئی بار کہا تھا۔ میں نے گاڑی چلانا اُن کی زندگی کے آخری ایام میں ہی سیکھ لی تھی مگر افسوس انھیں بتا نہیں سکا کیونکہ وہ سرگودھا چلے گئے تھے۔

مجھے اکیلا راولپنڈی، اسلام آباد یا لاہور سفر کرنے کی کبھی اجازت نہیں دی۔ ہمیشہ اپنے کسی شاگرد کو ساتھ بھیجتے تھے اور راستے میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ٹیلی فون کر کے لوکیشن معلوم کرتے۔ واپسی پر اُس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک میں گھر پہنچ کر انھیں اطلاع نہیں کر دیتا تھا۔

آپ انتہائی زیادہ محبت کرنے والے باپ تھے۔

ہمیں ابو نے بڑوں کا ادب کرنا سکھایا تھا۔ لوگ ہمیں شرمیلا کہا کرتے تھے مگر حقیقت میں بڑوں کا ادب، اور لغویات وفضولیات سے اجتناب ہوتا تھا۔

پورے گاؤں میں ہماراواحد گھرانہ تھا جہاں خاندان کا کوئی دس سال سے بڑا لڑکا داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ ہمارے خاندان میں یہ رواج تھا کہ لوگ بغیر پردہ کے ہر گھر میں چلے جایا کرتے تھے لیکن والدمحترم نے اس سلسلے میں ہمیشہ شرعی احکام پر سختی سے عمل کیا اور کروایا، رسم ورواج اور لوگوں کی باتوں کی قطعاً کوئی پروانہیں کی۔

اگر کسی شادی میں غیر شرعی امور ہوتے مثلاً گانے باجے وغیرہ تو ہمیں جانے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

اگر کسی کی وفات ہو جاتی اور جمعرات کو غیر اسلامی وبدعی امور کے چاول وغیرہ دینے کوئی آتا تو گھر کے باہر سے ہی وہ لوٹا دیئے جاتے ہیں۔

میرا زیادہ تر وقت ابو کے پاس لائبریری میں گزرا ہے، جہاں میں ان کی نگرانی میں انٹرنیٹ استعمال کرتا تھا۔ آپ جانتے تھے کہ مجھے زیادہ کمپیوٹر کا شوق ہے، پھر بھی جب وہ کوئی نئی کتاب (یا کتابیں) لاتے تو مجھے اکثر اوقات خود آکر بتاتے اور دکھاتے تھے۔

میں نے انٹرنیٹ سے اُن کے لئے کافی کتابیں ڈاون لوڈ کی تھیں۔ وہ مجھے ساتھ ساتھ بتادیا کرتے تھے کہ کس کتاب کی انھیں سخت ضرورت ہے اور کیوں؟

تنبیہ: وہ کمپیوٹر پر سافٹ ویئر یا کتب کو صرف جلدی حوالہ تلاش کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ مگر انھوں نے کمپیوٹر پر کبھی بھروسا نہیں کیا۔ وہ ہمیں لائبریری سے کتابیں نکال کر حوالے دکھاتے تھے۔ اُن کا کہنا تھا کہ ''مکتبہ شاملہ'' قابلِ بھروسا نہیں ہے۔ اس میں کافی غلطیاں ہیں جو شاید کمپوزنگ کی وجہ سے ہوگئی ہیں۔

ان کے دن کی روٹین کچھ اس طرح تھی:

۱۔ وہ اکثر اوقات سحری کو (تقریباً ڈھائی تین بجے) اُٹھ جایا کرتے تھے اور نماز تہجد کے بعد تحقیق شروع کردیتے تھے۔

۲۔ اگر طبیعت بوجھل ہوتی تو نماز کے بعد تھوڑا سو جاتے تھے۔ تاہم زیادہ تر وہ تحقیق جاری رکھتے تھے۔

۳۔سردیوں میں عموماً سورج طلوع کے وقت ناشتہ کرتے تھے۔

۴۔ناشتے کے بعد اکثر اوقات کمپیوٹر پر کمپوزر سے خود غلطیاں لگواتے تھے۔

۵۔گیارہ بجے دوپہر کے کھانے کے لئے گھر چلے جاتے تھے۔

۶۔کھانے کے بعد کبھی کبھار ظہر کی نماز تک آرام کرتے تھے۔جسے ''قیلولہ'' کہا جاتا ہے۔

۷۔دوپہر کے بعد اکثر اوقات تحقیق کرتے تھے۔

۸۔عصر کی نماز کے بعد بھی تحقیق جاری رکھتے تھے۔تاہم اکثر اوقات مغرب کی نماز سے تقریباً گھنٹہ پہلے ضرورت کی اشیاء کے لئے بازار چلے جاتے یا حافظ شیر محمد حفظہ اللہ کے ساتھ سیر کو نکل جاتے تھے۔

۹۔مغرب کی نماز کے فوراً بعد شام کا کھانا کھاتے تھے۔کھانے کے بعد لائبریری میں چلے جاتے اور اس دوران میں وہ مطالعہ کرتے تھے یا کبھی خطوط کے جوابات دیتے تھے۔

۱۰۔عشاء کی نماز کے بعد بھی اکثر اوقات مطالعہ جاری رکھتے۔تاہم وہ جلد ہی سو جاتے تھے اور نمازِ عشاء کے بعد دیر تک جاگنے اور بات چیت کو ناپسند کرتے تھے۔

مغرب کی نماز کے بعد کسی کو بھی لائبریری میں داخلے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ یہ وقت مطالعہ کے لئے خاص تھا اور آپ بڑے اہتمام سے مطالعہ کرتے تھے۔

جب کمپوزر موجود نہ ہوتا تو وہ مجھے مضامین کی سیٹنگ کرنے کے لئے بلا لیتے تھے۔

ہماری کوئی ایسی جائز خواہش نہیں تھی جو انھوں نے پوری نہ کی ہو(بشرطیکہ وہ ان کے بس میں ہو)

وہ گھر میں کسی قسم کی رسم کے قائل نہیں تھے۔

مدرسہ کا ایک روپیہ بھی اپنے اوپر یا بچوں پر استعمال کرنا حرام سمجھتے تھے۔یہ مبالغہ آرائی نہیں ہے،مگر ایک اٹل ترین حقیقت ہے جس کے کئی گواہ ہیں۔

مجھے کبھی اجازت نہیں تھی کہ لائبریری سے چھوٹی سی USB کی تار گھر لے جاؤں۔وہ کہا کرتے تھے،اگر ضرورت ہے تو مجھ سے رقم لے لو اور بازار سے نئی لے آؤ۔

لائبریری سے کتب لے جانے کی اجازت کسی کو نہیں تھی۔ تاہم مجھے کبھی انھوں نے منع نہیں کیا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے ''معاذ میری ہر چیز استعمال کرسکتا ہے چاہے وہ فروٹ ہوں یا کوئی بھی ذاتی استعمال کی چیز''۔

میں نے زندگی میں کبھی جیب خرچ کی تنگی محسوس نہیں کی۔ وہ ہر مہینے خود ہی بچوں کو استعمال کے لئے رقم دیتے تھے۔ البتہ ہم انھیں صحیح اور احتیاط سے استعمال کرتے تھے۔ یہ اُن کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ ہم بُرے لوگوں اور بُرے کاموں سے ہمیشہ دُور رہے۔ والحمدللہ

ہمیں اُن پر فخر تھا، ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

بحیثیت باپ حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ ایک عظیم ترین انسان تھے۔

اللّٰهم اغفرله وارحمه. رب ارحمهما كما ربيني صغيرًا

بے جا تعمیرات حدیث کی روشنی میں

حارثہ بن مضرّب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم سیدنا خباب رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے گئے تو انھوں نے فرمایا: میری بیماری خاصی طویل ہوگئی ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ ((لَا تَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ .)) ''موت کی تمنا نہ کرو'' تو میں ضرور اس کی تمنا کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيُؤْجَرُوْا فِيْ نَفَقَتِهٖ كُلِّهَا إِلَّا فِي التُّرَابِ)) ''بلاشبہ بندے کو اپنے اخراجات (خرچ) کرنے کا اجر ملتا ہے، سوائے جو مٹی میں خرچ کیا جائے۔'' یا آپ نے فرمایا: ((فِي الْبِنَاءِ)) ''جو عمارت بنانے میں خرچ کیا جائے (اس کا اجر نہیں ملتا)''

(صحیح، ابن ماجہ: ۴۱۶۳، سنن الترمذی: ۹۷۰، مسند احمد ۵/ ۱۰۹۔۱۱۰)

گھر سے باہر نکلتے وقت کی دعا

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ .))

(اسنادہ حسن، سنن ابی داود: ۵۰۹۵، سنن الترمذی: ۳۴۲۶، ابن جریج نے سماع کی تصریح کر رکھی ہے)

ابوالحسن انبالوی

تدریسِ قرآن کے لیے کتنے علوم کی ضرورت ہے؟

محمد زکریا تبلیغی دیوبندی نے لکھا: ''اہل فن نے تفسیر کے لئے پندرہ علوم پر مہارت ضروری بتلائی ہے'' (فضائل اعمال ص۲۲۰) / مفتی تقی عثمانی دیوبندی نے لکھا ہے: ''قرآن کریم کی تفسیر ایک انتہائی نازک اور مشکل کام ہے، جس کے لئے صرف عربی زبان جان لینا کافی نہیں، بلکہ تمام متعلقہ علوم میں مہارت ضروری ہے'' (مقدمہ: معارف القرآن ۱/۵۳)

آلِ دیوبند کے مشہور ''عالم'' محمد یوسف بنوری کے شاگرد ڈاکٹر محمود احمد غازی کہتے ہیں: ''بعض علماء کرام کے بارے میں میں نے سنا ہے کہ ان کا یہ کہنا ہے کہ تدریس قرآن کے لیے پہلے مدرسہ کا دس سالہ نصاب مکمل کرنا بے حد ضروری ہے، اس کے بعد ہی تدریس قرآن میں مصروف ہونا چاہیے۔ ان حضرات کی رائے میں چوں کہ جدید تعلیم یافتہ اور نو آموز لوگوں کی بنیاد اس دس سالہ نصاب کے بغیر پختہ نہیں ہوتی، جو فہم قرآن کے لیے ناگزیر ہے، اس لیے عام لوگوں میں اس طرح درس قرآن کے حلقے منظّم کرنا درست نہیں ہے۔ میں اس خیال سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن مجید کو نہ کسی بنیاد کی ضرورت ہے نہ بیسا کھیوں کی۔ قرآن مجید بنیاد بھی فراہم کرتا ہے، دیواریں بھی فراہم کرتا ہے اور تعلیم کی تکمیل بھی کر دیتا ہے۔ قرآن مجید خود اپنی جگہ ایک مکمل کتاب ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ باقی علوم قرآن مجید کے محتاج ہیں۔ اس لیے مجھے اس دلیل سے اتفاق نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ آپ سے کہیں کہ آپ نے فقہ اور اصول فقہ کا علم حاصل نہیں کیا، یا آپ نے علم الکلام نہیں پڑھا۔ اس لیے آپ کو درس قرآن کی ذمہ داری نہیں اٹھانی چاہیے۔ میرا ناچیز کا مشورہ یہی ہے کہ آپ اس وسوسہ میں نہ پڑیں اور اپنا کام جاری رکھیں۔ میں خود فقہ کا طالب علم ہوں۔ فقہی موضوعات پر ہی پڑھتا پڑھاتا ہوں۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ قرآن فہمی فقہ کی محتاج نہیں یہ تمام علوم قرآن پاک کے محتاج ہیں، قرآن ان میں سے کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اس لیے آپ کسی کی پروا کیے بغیر اپنا کام جاری رکھیں۔ (محاضرات قرآنی ص ۴۳)